U76820 1-12-09

Title – Deewan Nasakh.

Creator – Sheikh Imam Bakhsh Nasikh

Publisher – Nawal Kishore (Lucknow).

Date – 1868

Pages – 220

Subjects – Dawawean; Nasakh; Sheikh Imam Bakhsh.

مجموعۂ صنائع بدائع مکان فضل خلاق زمین و زمان

نظم رنگین بحر تضمین اشعار رنگین یعنی دو دیوان کلام بلاغت نظام شیخ ناسخ علیہ الرحمہ

دیوان ناسخ

کہ سابق ایک دیوان متن میں اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوتا تھا اب علیحدہ ہر ایک کی طبع ہوئی

مطبع نامی منشی نولکشور میں واقع لکھنؤ طبع ہوئی

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبوب موزوں ہی وصف قد بالا ہو گیا
عالم بالا تلک اپنا بول بالا ہو گیا

باعث گریہ ہوئی فرقت میں تجکو می کشی
ساقیا اشکوں سی ہی کا استحالا ہو گیا

ہی کشی میں تری رونق میں ہالی یاد گور
نشہ کی دو ڈوروں کی جا آنکھوں میں جالا ہو گیا

میرا لاہو میں کا قتل کرتا ہی تجہی
ای پری بالا سری ہی کا یہ مالا ہو گیا

داغ حسرت سی تیری عہد میں پایا ہمیں
باغ میں آگی جو گل تھا اب وہ لالا ہو گیا

خوش نما ہوتی ہی گر دل غم میں پیدا گیا
قہقہا شوخوں تلک ... نالا ہو گیا

محتسب پوچھا سکا کچھ بھی نہ مستوں کو خبر
شیشہ ہی الٹ کر ساقی پیالا ہو گیا

[illegible]

یاد کشتی میں جو آیا وہ رہا ای حسن
پہ ترا پہنچا ہی مرہم وصل ای محبوب کا

وہ تو خنجر کی بھی لگا کا دہارا ہو گیا
اور کاکل دریا کی کا شارا ہو گیا

کھل گئی جادو نگہی تیر گرای چشمان یار
ناسخ جادو بیان عاشق تمہارا ہو گیا

پھر عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
دیکھتا ہوں اپنی خون آلودہ چہرہ کی بہار
الف ابرو میں کھینچا ہی یہ ہاتھی پر الف
دیکھ کر سیج ہو گئی میں عجب ہیں ہم
کیوں عیب زاد گان میں ہی نقصان طبع
جا ہی تا صد دہ پری بھی اگر ہیپب صبا
عشق دل میں ہی دل سینہ میں لخت کی ہوا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی قمر مردہ ہی
کھینچتا ہی جو تری رخسار تاباں کی شبیہ
قید ہوتی ہی ہوا فارغ میں قید زیست سے
محو عشق ایسا ہوں کرتی ہیں اگر اعدا ہی ظلم
کوچہ جانان سے نکل جاتی کہیں وحشت میں ہم
خرم ہی کہتی ہیں جمشید و فریدون آپکو +

نخل بیجا یا قمریوں نی بھی مبارک باد کا
خنجر قاتل بھی آئینہ ہی فولاد کا
لوٹ پھری ہو سرو کی سایہ میں بیجا زاد کا
پھر بہا لگتا ہی اپنی خانۂ برباد کا
لیتی ہی والد کو لازم ہو وہی جیلاد کا
لوٹتا دل جا ہی میری خانۂ برباد کا
ان چراغوں سی نشان ہی خانۂ آباد کا
دیکھتی ہیں ہم تماشا گلشن ایجاد کا
شمع روشن بن گیا ہی موقلم بہزاد کا
کام نکلا اے جنون جلاد سے جلاد کا
شیشہ ہوتا ہی مجھی محبوب کی بیداد کا
طیریاں ڈالیں پر احسان ہی جلاد کا
جیسی آشوب جہان ہی حسن آدم زاد کا

دیوان دوم

[illegible]

چمن میں کرتی گل جو تماشا صبح دکھلا
تو مجکو یاد وہ محبوب کی سوار آیا

کبھی جو کرہ کو سوار کی زلف کا ہیں ہم
تو وہ وہاں مار سیہ کی یار نگار آیا

کبھی جو سیر چمن کو وہ کی سوار گیا
گل یار وہ یہ سمجھے گل سوار آیا

لب اوسکی پستہ دہن سبب کہیں ہیں بادام
کھلی جو ذات سبھی میں نظر اتار آیا

بہ گو نرگس گل ہستی باغ میں تو کیا چارہ
قفس سے نالہ بلبل ہمسر ادیار آیا

تری سواری میں کب چھپاتی ہیں اسی
جلو میں صحن گلستان ہمیں بہار آیا

شکست پائی ہی تو بہ کی طرح اسکو ہی
ہماری پاس جو ابھی کی کشو ہمار آیا

یہ نازکی کی ہیں یعنی کہ باغ میں وہ گل
قریب آتش گل جب گیا تو جا آیا

کبھی نہ قطرہ دیا تو ہی سا قیا مجکو
اور سرخ آتش ہی کا کوئی شرار آیا

مثال سنگ گراں جا ہیں نہیں جو ٹھہرا ہو
کہ اس جہان میں جو صورت نظر آیا

لگا جو تیر ترا سینہ شکستہ میں
میں خوش ہوا کہ مری دام میں شکار آیا

کہا کہ باغ میں آنکہیں جو چھپی ہوئی اپنے
وہ نشہ دیدہ نرگس سی آج اوتار آیا

ولہ

نور کو تیری تو نے خنجر بنا دیا
ہر تار دامن کو تیر الک بنا دیا

ساقی نے برگ گل سی لگائی جو دو تو ہونٹ
مے کو شراب ورد دکہ بنا دیا

گل شمار فرقت ساقی میں جاہی تھی
شیشہ کو میری تہمت نی پتھر بنا دیا

اور سرو قد کی عشق کی تاثیر دیکھنا
ہر ایک دل کو گل صنوبر بنا دیا

دیوان دوم

یہن جو زندان مین چھپا تن سی ہوا آزاد ہم
کر رہا ہون شام سی ہی انتظار اوس ماہ کا
ہی عجب وہ عدم ہی جو چلا اپنی راہ مین
رنگ گئی پرواز رنگ تیری نہ ہو سکی حضور
پڑ گیا ہی عکس جو سیکے تن پہ داغ کا
دیکھ کر جو سیہ سا چہرہ جو ہم غش مین گرے
باغ مین یاد آگئی مجھکو جو اوس گل کی بہار
تیغ قاتل نی جو کہولی میری چھاتی کی گرہ
مجلس زندان چہا تان سی کہر مین اب آپ
جب سی اوس حب کا سنہرا رنگ ہی غش مین نظر
مجھکو جرم می گنتی ہر جب کیا حاکم نی قتل
اسکی ہی مین چالکی بی ساقی نی پی ہی شیرا
کشتہ فرقت مین ہی ہر اسپہ خانہ حبیب
جل نہین جاتا جو صف روتی آتش ناک سی
جانکر کانٹا سا مجھکو رکہتی ہین قدم
گہر اتنا تاریک ایسا ہی کہ لیکر خط یار
دشت غربت مین بدن کو چہپا تا ہین روح

طوق تھا جو میری گردن مین وہ چنبر ہو گیا
دیدہ جادہ ہر اک آج اختر ہو گیا
اک قدم مین پیٹ پی قدمون کی برابر ہو گیا
پیش ازین جو لعل تہا اب سنگ مرمر ہو گیا
سارے جسم پاہی مین پہولون کا زیور ہو گیا
سایہ اپنا کوچہ جانان مین بستر ہو گیا
پہر مرغ روح ہر گلبرگ شہپر ہو گیا
حسرت دل کی نکلنی کو عجب در ہو گیا
سلک گوہر اپنی مژگان کی طرح تر ہو گیا
حلقہ اپنی چشم تر کا خاتم زر ہو گیا
جسم پی سر خم سر کی جسم ساغر ہو گیا
آج اس ظلمت کدے مین میں سکندر ہو گیا
شمع کی او پہاگنی کو شعلہ شمشیر ہو گیا
طائر مضمون بھی اب گویا سمندر ہو گیا
اسقدر مین وادی غربت مین لاغر ہو گیا
چاندنا آیا تو وہ کالا کبوتر ہو گیا
جسم بی جان کیطرح خالی مر گہر ہو گیا

تمام عمر ... میں غم میں خون جگر — جہان میں نام مگر رند بادہ خوار رہا

غلام حیدر کہ اس ہوں میں ای تاریخ
مراد ... ذوالفقار ...

کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا — ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

چاند سا چہرہ جو پردہ سی عیان ہو جائیگا — چشم عاشق کا ہر اک قطرہ کتان ہو جائیگا

رفتہ رفتہ ہی در ... صنم آنی لگا — سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

جان پائیگا جو میرا ہی گل تر سی گلگشت سی — ہر شجر میں مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا

انقلاب دہر تھا اوس سی ملا دیگا مجھے — یہ جب ہو جائیگا میں وہ جوان ہو جائیگا

حرص سی اندیہ کہتا ہی جو گر جائینگی دانت — کیا لگا وہ پھر رزق اپنا دہان ہو جائیگا

بالی کی موتی میں تا برج دو تابان آفتاب — تیری آنکی سی اوچی بام آسمان ہو جائیگا

تیری ابرو کی کمان کو تیر سا سیدھا کیا — پیش تیر کمان تیر چشم مثل کمان ہو جائیگا

گر ہوں میں سایہ ہوں تو رفتہ رفتہ دیکھنا — اوس سری کو اپنی سایہ کا گمان ہو جائیگا

تا فلک رو رو کر ہی تو مغرور ہی ہی کیا — ایک دن ہر رشتہ تسبیح آسمان ہو جائیگا

کیا خبر تھی کو وہ محبوب تیر انداز ہی — ہر خدنگ اپنی بدن میں استخوان ہو جائیگا

یار جب تجھ جان لب کو بھیجیگا پیغام وصل — دیکھنا پیغام بر تجھ پر بیان ہو جائیگا

اسقدر ہی شوخ رنگت روی آتشناک کی — شعلہ آتش تری آگی دھوان ہو جائیگا

انجمن میں گیا ہی آج اوس گل کا جو عکس — باغ میں ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

دیوان دوم

[illegible]

یار کی شمشیر ابرو سے ہوئی آب دار
تیغ پہ خجالت سے ہر جوہر پسینا ہو گیا

کون ہے اس ماہ کا جو گرم نظارہ نہیں
چشمۂ خورشید سے اب چشم بینا ہو گیا

خاک ہے جب آب ہی فصل بہار میں شیشہ لب
شیشۂ ساعت سے ہی کا آبگینا ہو گیا

رنگ کی گلشن میں یہ چمک ہو گیا سا قد
تھا کف گل میں جو زر گویا دفینا ہو گیا

جس طرح معدوم ہوتی ہیں ستارے صبحدم
عہد پیری میں مرا خالی خزینا ہو گیا

پرتو جاناں سے میری کالبد میں جای روح
آئینے کی پشت گویا اپنا سینا ہو گیا

رنگ پان سے ہے سر سونا تنگی کے کند نسی گال
مبتذل تشبیہ سی سونے پہ مینا ہو گیا

وقت ساقی میں ایسی بیخودی [illegible] یارا
محو خاطر سے خیال جام و مینا ہو گیا

ہے تصور میں جو محبوب الٰہی رات دن
کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینا ہو گیا

حب مری دل کو اضطراب ہوا
ساری عالم میں انقلاب ہوا

خاک سر سے ہے جھروہ پامال
اے فلک روز انقلاب ہوا

نامہ بر خط کی پرزے جن لایا
یہی حاصل اوسے جواب ہوا

روز تاریک سے ہوا روشن
پھر ہر اک ذرہ آفتاب ہوا

ہجر جاناں میں یہ غذا ہے مری
داغ نان مرغ دل کباب ہوا

کی حکومت جو مصر میں دو دن
یہ بھی یوسف کو ایک خواب ہوا

داغ سوزاں وہ ہے مری سر پر
سنگ مانند برف آب ہوا

دیوان دوم

سلطنت کا مری کشور [illegible] میں بہم سر شاہ ہوا [illegible]

درد سر مجھ کو جو غربت میں ہوا وائے نصیب
پی صندل کی وہیں چرخ کہن پتھر آیا

اپنی جا سے ہی وہیں ہو گئی باہر آنکھیں
گھر سے پوشاک بدل کر جو وہ باہر آیا

جرم سے کچھ ہو سر جو قلم ناسخ کا
دیر میں صورت مینا تن بے سر آیا

ولہ

اے غافلو ہی مری غفلت ہوشیاری کا
خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
کام [illegible] ہی اون [illegible] بازاری کا
جان پیچ جو کی تصور خریداری کا
رحمت حق [illegible] سے میری گنہگاری کا
بر کرتا ہے ہی [illegible] [illegible] گاری کا
دوست [illegible] ہے لیکن دیوان میں [illegible] صحبت کا
ساتھ ہو جیدوں [illegible] زنہار کے اک بار کا
گور کو گلشن میں کی جاری ہے رونق روز
ادھر جاری ہیں [illegible] کی جاری کا

دیوان دوم

معنی شعلۂ آواز میں نشتک ہو جسکو — دیکھی عالم مری نالوں کی شرر باری کا
ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہنچا ہی شتر — دل میں دروازہ ہی اس گنبد زنگاریکا
نشہ میں جو قدم یار زمیں گرتا ہوں — بیخودی میں بھی مجھی دھیان ہے ہشیاریکا
ہی وہ سنبل چمن حسن میں پہول اسکی — جسم سیماب میں کرتا نہیں ہیلکاری کا
شہسواری کا جو اوس جانبکی ہم کو ہی شوق — چاندنی نام ہی شبدیز کی رہواری کا
تو وہ خورشید ہی چہری سی اوٹھائی جو نقاب — ہر اک ذرہ میں عالم ہی پیچکاری کا
کہاگیا ہی اوسی دورہ زمیں غم ہی افسوس — حوصلہ جسنی کیا ہی مری غمخواری کا
رحم دل ایسی ہیں ہم صید گہ عالم میں — غم ہوا طائر مضموں کی گرفتاری کا
روی گلرنگ اگر حوض میں ہو عکس فگن — طور فواری میں ہو رنگ کی پیچکاری کا
دمبدم خندۂ گل سی یہ صدا آتی ہی — باغ عالم میں ہی موقع ہی زرداری کا

خود بخود دستی کی دستی ہوی جاتی ہیں سیاہ
کیا لکھوں حال میں ناسخ کی سیہ کاری کا

اپنی نالوں کا ابھی ظاہر اثر ہو جاے گا — شور سنکر اوس ہی کا نیند درہم ہو جای گا
تیری جلوی سی حسینوں کا ضرر ہو جای گا — روبرو جب شمس آئیگا قمر ہو جای گا
مر چکا ہوں سیہ دانا جو اوس صیاد کا — طائر روح رواں بیبال و پر ہو جای گا
اوس ہی کی کوچہ میں لوٹیں گی ہم دیوانہ وار — سایۂ دیوار کا ہمکو اثر ہو جاے گا
ہوگیا ہوں روتی روتی کور لیکن پیش یار — تار اشکوں کا ابھی تار نظر ہو جای گا

ناکہ رگڑا ہی سر پہ کیونکہ اوسکی مانگی / بدلی انگشتی کی سلیمان کی ہی خاتم نالین
دعطارہ مست ہین آنکی اگر لوبی بہشت / چپتہ مینا ہی ہی رکھہ لیتی ہین ہم نالین

ولہ

دیکھ یاجی گوری جو تمہاری تہہ پاون / زیست بہر مانند بسمل کیون نہ ماری تہہ پاون
چاند سورج ہین ہتھیلی اور تلوی کی عوض / ناخنون کی بدلی رکھتی ہین ستاری تہہ پاون
چشم حیران ہو جاتی ہی جب تیری حضور / دیدہ ناخن سی کرتی ہین نظاری ہاتھہ پاون
ہون وہ مجنون تہکا ہی تیری نظارے سی جب / کیا ہی کرتی ہین بلائی کی اتنا ہی ہاتھہ پاون
کر دیا ہی عشق بازی نی غضب بیدست و پا / ہو گئی بیحس جیا ہمیسی ہماری ہاتہہ پاون
ہاتھہ اوٹھا یا وصل مین پہیر چلائی لات سی / رفتہ رفتہ اب نکالی تمنی باری ہاتہہ پاون
گل تو کیا رنگ حنا کی وجہ سی ہوتی ہین لال / شاخ گل سی ہین کہین نازک تمہاری ہاتہہ پاون
چوم لیتی ہین تصور مین ہم اپنی بت مدام / کیا بنا ہی ہین خدا نی تیری پیاری ہاتہہ پاون
محتسب نی سیکڑون کیا کوئی توڑا ہی جسم / ٹوٹتی ہین آج کیون ساقی ہماری ہاتہہ پاون
ناخنونکی بدلی ہین تیری چڑہی پلی اللہ نی / صاف سونی کی بنا ہی تیری سارے ہاتہہ پاون
اپنی کیسے مشتعل ہو آتش رنگ حنا / بال تقفس کی طرح جہاڑین ہزاری ہاتہہ پاون
تیری آنکہوں کی تماشہ کو کرا آنکہین ہو گئین / پہ کہان سی لائین گی ایسی چگاری ہاتہہ پاون
تیری آنی کی خبر دیتا ہی جب پیک صبا / کیا ہی گل پہول جاتی ہین ہماری ہاتہہ پاون
چشم جادو نی اگر بیہوش کی آنکہین نثار / دست و پا ہی یار پہ چور و نثار ہی ہاتہہ پاون

دیوان دوم

زاہد اعقبی مین ہوگا ازکو دیدار خدا / جوکہ دنیا مین ہو تیرے طالب دیدار ہین
اب نہ وہ چاک گریبان ہی نہ وہ دامان دشت / ناتوانی سی ہماری دست و پا بیکار ہین

کیا وہ لالہ میں ہی جو اوس سنگ گلشن میں نہین
ہی گذر دل میں مسکن کہ بہر سلوک
کیا فقط تیری تجلی ہی ہی موسی [illegible]
دیکھنا جذب سگ جانان مری تربت کی بعد
دونون رس غارتگر دیر و حرم کی یار ہین
پھر لیے انگار ہی ہین نی عشق کی بچا سی
کسکو یارا ہی پہنچا سکی تیری سوا کوئی گزند
سبز کی ہی یان شراب سرخ نی کشت عمل
کھل گیا ہمیر عناصر جب ہوی بی اعتدال
ہون سپر ضعف کر آزاد ای جوشش جنون
سر تصدق سر مرا الکبر کرا جو پاؤن پر

ولہ

ہان مگر داغ سیہ رخسار روشن میں نہین
دیکھا ہی اِدہر روانی آب آہن میں نہین
کون ہی [illegible] کا ہی جو فلاخن میں نہین
گر شتہ تو لیسا کوئی اٹھا ہی [illegible] میں نہین
پہ سبب ہی ربط جو تسبیح و برہمن میں نہین
داغہای اشک گلگون پیرہن دامن میں نہین
کون ہی وہ ای اجل جو تیر جوشن میں نہین
دانہ تسبیح زاہد اپنی خرمن میں نہین
رابطہ وحدت سی ممکن دوست دشمن میں نہین
طوق کوئی خبر گریبان میں گردن میں نہین
پھر یہ غم ہی ہاتہ اوس قاتل کی گردن میں نہین

شبپرہ منکر ہین تو ذرات عالم ہین گواہ
کس طرح خورشید تابان سحر روزن میں نہین

خون فشان چہالی میں مثل چشم گریان پا چہین
جہک گیا ہون ضعف سی [illegible]
ہون وہ وحشی دشت آباد [illegible]
ضعف میں [illegible]

خار صحرا بن گئی چہہ چہہ کی مژگان پا چہین
چبہتی ہین ہر قدم پر خار مژگان پا چہین
آبلون کی بدلی ہین چشم غزالان پا چہین
تنگ [illegible] طوق گریبان پا چہین

دیوان دوم

طور کی قدر تیری آگی ولاصاف نہین — شعلہ نار ہی وہ شعلہ ادراک نہین

فیض ساقی ہی برابر کس و ناکس پہ مدام — گردش جام ہی یہ گردش افلاک نہین

کم نہین غنچہ سی اوس گل کی جدائی مین ہم — دل ہی صد چاک گریبان اگر چاک نہین

نبدہی راہ خزان جبکہ رو بادہ کشو — پی سبب جا بطرف باغ مین یہ تاک نہین

کیون نہ زاہد کرین ہم رند بہلا خوبی عشق — نشۂ بادہ ہی کچہ نشۂ تریاک نہین

خاکسارونمین کسیکو ہی بہلا کیا نسبت — کوئی عنصر مری قالب مین بجز خاک نہین

ساتہ کیونکر ین خاکی ہو بہلا نقل غبار — ہی مری روح روان تو مین چالاک نہین

آگیا جلد جو ایسا سبب اسکا کیا ہی — خط رخسار کی ہی یار اگر ڈاک نہین

اندنون کہتی ہی یہ ورد زبان ہر تلوار — اوسکی ابرو کی برابر کوئی سفاک نہین

شمع مہتاب کو فانوس کی کیا حاجت ہے — حسن کا کچہ نہین نقصان جو پوشاک نہین

محتسب کیون ہی گلو تنگ کو کہتا ہی حرام — گر حلال اس سی کری مجکو تو کچہ باک نہین

بی نصیب ایسی ہین اس صید گہ عشق مین ہم — ہو گئی ذبح مگر لائق فتراک نہین

سمن و برگ گل و نرگس و زنبق ہی صنم — سینہ نہین کان نہین آنکہ نہین ناک نہین

راہ کس درجہ ہی تاثیر لب شیرین کی — نیشکر ہی دہن یار مین مسواک نہین

ہنسکے کہتا ہی وہ ناسخ کی رلائی کی لیی
دیدۂ تر نہو دریا تو نگہ پاک نہین

کون زندہ ہی جو اوس چشم کا بیمار نہین — مرکی چہوٹا ہی جو زلفون کی گرفتار نہین

دیوان دوم

رشتۂ راندۂ درگاہ ہی جو کہ ابھی ٹوٹا ہے — لوگ قرآن مین طاؤس کا پر کہتی ہین
بھیجتی ہین جو جلا اوس شمع تجلی کو ہم — سر راہ پلک ہی یہ وا انکی یہ کہتی ہین
اوس مین بھی عکس کی نظارہ سی جل جائین کہین — اس لیی انکھونکو ہم اتشک سی تر کہتی ہین
نہ سمجھو نہ جام جمشید کو ای رشک پری — ہاتہ مین جو کہ ترا حلقۂ زر کہتی ہین +
پیرہنی کا جو افی ہین گمان ہو جیسے — ہم شب ہجر مین امید سحر رکہتے ہین
بنتی ہی بازو کی مچھلی بھی وہین ماہی کب — استین دیدۂ گریان پہ اگر رکہتے ہین
ساقیا باقی ہین ہم تیغ حوادث سی بچا — جام می پیتی نہین منہہ پہ سپر رکہتی ہین

ولہ

بنتی ہین چاندی کی چہلی حلقۂ زر ہاتہ مین — ملتی ہین جاہی حنا اکثیر دلبر ہاتہ مین
بدنصیب ایسا ہی محیط عشق مین ممکن نہین — آبلی بن جائین لبلون مین جو گوہر ہاتہ مین
تیری در پر یون کھڑا رہتا ہون مین زار نحیف — حلقۂ در ہی گلی مین بازوی در ہاتہ مین
ہی سرنگ سینۂ خورشید تابان دست یار — سنگ یاد زر و حنا مانند اختر ہاتہ مین
ای خودارا دو گیا دنیا سی خالی ہاتہ کیون — لی گیا ہوتا یہ آئینہ سکندر ہاتہ مین
ای جنون بارش کو ہی کب تقصیر ہی سنگ — دیکھکر تجکو اوٹھایا اوسنی پتھر ہاتہ مین
شیشہ پر جنکا دیکھتی والونکو ہوتا ہی گمان — وہ پری جب اوٹھا لیتا ہی ساغر ہاتہ مین
مستعد جسکی اوتی نزاکت سی خود — زور کب ہوتا ہی پاؤن کی برابر ہاتہ مین
کرتی ہین عالم کو جسکی یاد نکلی چھوڑی شہید — اوس ستمگر کی بلا لیتی ہی خنجر ہاتہ مین

دیوان دوم

دیوان دوم

حشر مین تجکو ضرر کیا نامۂ اعمال سی
مدح حیدر کا جو ہی کل سخن ہی فرد نامہ مین

خط کیا کہ خال ہی رخ محبوب پر نہین
ایسا دہن ہی صاف کہ موی کمر نہین

ہیجانہ یہ خرابۂ عالم اگر نہین
پہر کس لیی کسیکو کسیکی خبر نہین

مفلس کچہ اب زمانہ مین ہما سا بتر نہین
گلشن کو دیکہ کو کہ کف گلمین زر نہین

دیکہی کبہی نظارہ سی اپنی نظر نہین
اپنی کمر سی کم وہ بت موکمر نہین

دامن سی ہی مری سر شوریدہ کو جو عشق
بالش مین کوئی خار سی بالش بتر نہین

اوس سرو پر یہ سرو لب جو کا حال ہی
قطرہ نہین ہی جو دم آب تر نہین

روتا ہون زار زار وہ ہی محو بی کسی
گویا ہی ابر تر مری مژگان تر نہین

آنکھو سی ہوی نہ کبہی چشم آشنا
شاید مری نصیب مین گل ہی ثمر نہین

کیا آفتاب و ماہ کہاتا ہی روز و شب
اے آسمان تجہی ہوس سیم و زر نہین

داغ اپنی سر کی شعلۂ جوالہ بن گئی
دیوانون مین کسیکو یہ دوران سر نہین

داغ فراق ہی شب فرقت مین مشتعل
خورشید جلوہ گر ہی ولیکن سحر نہین

دہویا ہی اپنی اشکون سی رنگ سیاہ شب
فرقت مین ہجران یہ نمایان سحر نہین

ہر دم خیال نقطۂ خال صنم نہین
بیشک یہ میری حق مین سقر ہی سقر نہین

شہر جمین مین عکس لب یار جو پڑا
ہی بعض شجر کی شاخ کرانہ شکر نہین

سوزان وہ ہون تو کہ رگ سنگ کی طرح
میری گو نہین قطرۂ خون جز شرر نہین

وہ جنون تھا جو بہ رنگ سایہ تیری ساتھ تھی
جل رہی ہین آتش داغ جدائی سی جو ہم
کھینچی تصویر یا دل مین تصور باندھئی
ساقی شیرین ادا پانی پلا دیگا اگر
فرقت محبوب مین مثل جنازہ ہی پلنگ
بادشاہی خوش نہین آتی ہی تو شاہ کی طرح

ای پری اب تو تری سایہ سی ہی وحشت ہمین
وادی دوزخ ہوا ہی وادی غربت ہمین
یار کی صورت نظر آتی کسی صورت ہمین
صاف وہ معلوم ہوگا سیکڑون تہمت ہمین
کیون نظر آوین نہ انکی صورت تربت ہمین
تین دن انکو ایفلاک کیا چاہی نوبت ہمین

کھینچی کسوقت ای ناسخ بھلا فکر سخن
نامی لکھنی سی کبھی ہوتی نہین فرصت ہمین

پس از فنا بھی کسی طور سی قرار نہین
ہوا ہون قاصد جانانکی آنی سی پابوس
قدم رکھا کہین اور جا پڑا کہین کا کہین
نہین حساب ہی جسطرح اوسکی رحمت کا
ہماری جامہ دری مین ہی گل کی کب تقلید
شب فراق ہی اور انہ سیاہ مین آہ نکلی
زمین پیارسی مجکو گلی لگاتی ہے
ہر ایک گل ہی چمن مین شبیہ عارض یار
مین ہون حباب جو دریای حسن ہی قاتل

ملا بہشت تو کہتا ہون کوی یار نہین
سوای پیک اجل اب تو انتظار نہین
ہمین تو یاد وہ لتو خاک اختیار نہین
یو ہین ہماری گناہونکا ہی شمار نہین
یہ وہ جنون ہی کہ وابستہ بہار نہین
چراغ گور مری ظلمت کدہ مین بار نہین
عذاب ہی یہ دلا گور مین فشار نہین
ہماری جسم کی تصویر ہی یہ خار نہین
یہ موج آب ہی شمشیر آبدار نہین

دیوان دوم

[illegible]

یہ ناتواں ہوں اٹھ نہیں سکتا قدم مرا
الجھا ہے جیب کا جو کوئی تار پاؤں میں

رنگ حنا نہیں کہ صفائی بدن سے ہے
پھوٹا ہے رنگ عارض دلدار پاؤں میں

دشت جنوں میں آبلے پھوٹے نہیں مرے
یہ ہے شبیہ دیدۂ خونبار پاؤں میں

الجھے لپیٹے چلتی ہو تم مجکو ڈر ہے
الجھیں کہیں نہ گیسوئے خمدار پاؤں میں

سر تنگی ہی سبب نہیں دشت جنوں نہیں ہم
باندھی ہے ہے پہاڑ پہاڑ کی دستار پاؤں میں

پھر پھر کی دائرے ہی میں کھتا ہوں میں قدم
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

کیا دشت کا گلہ ہو مقدر تو ای جنوں
پیدا ہوں چھالوں کی طرح خار پاؤں میں

جا لوٹتا آبلے کہ چھوٹی اشتیاق خار
آنکھیں یہ جھلکیں ہیں پئے دیدار پاؤں میں

مسجد میں کسطرح سے قدم رکھوں واعظا
چھٹی ہے لائی خانۂ خمار پاؤں میں

یوسف تجھے سمجھتی ہیں سودا ہوا انھیں
زنجیر نہیں تیری خریدار پاؤں میں

اس درجہ ہمنے آدمیوں سے اوٹھائے رنج
اب زندگی کرینگی بسر جا کے پاؤں میں

دل دوڑتا ہے کوچۂ دلدار کی طرف
جنبش نہیں ہے طاقت رفتار پاؤں میں

سب جان لیں کہ کوچۂ گیسو میں ہوں اسیر
زنجیر چاہیے سر بازار پاؤں میں

وہ دن گئی کہ ہاتھ میں رکھتی تھی پھول ہم
ناسخ چبھی اب اوسکی عوض خار پاؤں میں

زانو کے طرح صاف ہیں اوس حور کی ساقین
آئینہ کی رانیں ہیں تو بلور کی ساقین

رانیں نہ پری کی ہیں نہ ہیں حور کی ساقین
یہ نور کی رانیں ہیں یہ ہیں نور کی ساقین

دیوان دوم

گل ہو پر بیضائی کی شمع سحر کا
دیکھے جو کوئی اوس بت پر نور کی ساقین

[illegible]

پڑتی ہیں جو پھیلان اوس بت مغرور کی ساقین

[illegible]

غلمان کی ایسی ہیں نہ ہیں حور کی ساقین

[illegible]

راہ میں چبھتی نہیں اوس فتنہ گر کی ایڑیاں

ہر یعنی ورد ہی آئی ہیں پاشندار یاسمین
ہیں ہینگ یاسمین تری ہی اُٹھر کی ایڑیاں

نقر کی تھیں سیہ یوں جانوروں تی زر کی ایڑیاں
گستہ نازک ہیں سپہری سمیر کی ایڑیاں

چوٹی اوس کافر کی ایڑی تاسہی شتابک شام ہی
اور گوری گوری کافور سحر کی ایڑیاں

کیوں نہ خوشبو ہوں رنگ گل سہلا کفشوں کی گل
کیسی ہیں اوس غیرت سپہ گلہائی سنگ کی ایڑیاں

جبکہ سوجاتا ہی انکھوں سی لگا لیتی ہیں سم
رات بہر میں لالا کہہ بار اوس سحر کی ایڑیاں

مدتوں آنکھوں پہر تشنہ پا سہون کوہی پا میں
گس گئی ہیں ہای مجہہ بی خواب خور کی ایڑیاں

کب ٹہرتی ہیں نظر مین عارض حسرو ہی
نرم ہیں اتنی زیادہ اوس سمیر کی ایڑیاں

مسجد اقصی سی پہونچا عرش اعلی تک براق
پہوکیں ناسخ نہ شاہ سحر و بر کی ایڑیاں

تمہارے ہیں وہ غیروں کی ساتھ گنگا میں
نہائیں ہم بھی نہ کیوں آنسوؤں کی دریا میں

جو جیتے جی نہیں بیٹھے ہیں کنج عزلت میں
اوٹھائیں گے اوٹھ خاک بھی گرد باد صحرا میں

نہانے والی کہیں گے کہ پانی تھوڑا ہی
ملا دو ان مین بھی کچھ اپنی اشک گنگا مین

یہ کانپور مین [illegible] سری لکھو
نہ تھا [illegible] گنگا مین اور جمنا مین

زمین خاک دو شان آسمان آپ نشان
[illegible] او نا مین [illegible] اعلی مین

جو تجکو دیکھے وہ بینا نہ تجکو دیکھے سو کور
[illegible] نہیں تمیز کور و بینا مین

اوسی کی چوب کا شانہ ہو تیر کی انکھین
[illegible] سانپ دست موسی مین

خطوط سوئی کی ہوں جس طرح کسوٹی پہ
[illegible] رہی مری سویدا مین

جو علم غیب نہیں ہی سوای عالم غیب
ہلا کہ ہاں تک آج [illegible] مین

دیوان دوم

[illegible]

کرون اوسکی دشمن کو قتل اوس سی نگہ	دلاور اگر وه ہی تلوار مین ہون
وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون	اگر وه ہی بلبل تو منقار مین ہون
دگرگون ہی ہر آن وضع محبت	کبھی غیر مین ہون کبھی یار مین ہون

کہا حضرت دردنی خوب ناسخ
یہ زلف بتان کا گرفتار مین ہون

غم سی دل پرخون ہی قطره دیدهٔ تر مین نہین	باده گلرنگ شیشہ مین ہی ساغر مین نہین
جو چمک تیری بدن مین ہی وه دیو مین نہین	جو صفائی کانکی لو مین ہی گوہر مین نہین
زلف تو کیا تیری کنگھی کی ہر ہر دانی ہی شہر	زہر ایسا ہی ہری دندان اژدر مین نہین
دل جو ٹوٹا آه آتشناک پیدا ہو گئی	چوٹ کی سوزش ہی ورنہ آگ پتھر مین نہین
طائر مضمون ملا کرتی ہین بی شہباز فکر	میری آگی طاقت پرواز شہپر مین نہین
نالہ عشاق سی خالی ہی کب زنجیر در	کب نگاہین اوس پری کی روزن در مین نہین
جی مین آتا ہی مصرع سکہ زر کیجیے	یار کی کانو مین جو رنگت ہی وه زر مین نہین
خانہ تن سی ہماری روح جنت ہو گئی	تا بہ دروازه پہنچ کر جیسا گھر مین نہین
کیون نہ ہم پی کلیسی کروٹین بدلا کرین	جا ہی گل کس رات کانٹی میری بستر مین نہین
ہم کہان رکہتی نہین ای محتسب پنہان شراب	شیشہ دل مین نہین یا کاسۂ سر مین نہین
طفل سے پرورش کی کہتی ہین زبان حال سی	جو عدم مین چین تہا وه اماں مادر مین نہین

ولہ

دیوان دوم

ایک شیشہ نہین لبریز مین ساغر لا ہون
آنکھین ہم رند ولی انکھون نی پی
تو ہی محبوب خدا صدق جو ابراہیم نا
ای کیا تیری تابع مین پیغمبر لا ہون
آنکھین یاد وه ہی مین

رفتار مین لعل کی نقش قدم کی طرح
کرتا ہی وه پامال آنکھین
دو نرگس سی مین بھری لال آنکھین
کس کا خط ہی آنکھین
دیکھا آنکھون مین

[illegible]

سرتاپا شرم وہ پری ہے — لیکن ہین بڑی چھنال آنکھین
بوٹا سا قد جو تیرا دیکھا — نرگس کی ہوئین نہال آنکھین
رویا نہین ہجر مین جو مین آج — جلتے ہین مری کمال آنکھین
آیا تاثیر گریہ سے یار — ناسخ اب تو پونچھہ ڈال آنکھین

بہولی اللہ کو تقصیر اسی کہتی ہین — بت پرست اب مرے ہین تقدیر اسی کہتی ہین
درفشان ہو منہہ مین تقریر اسی کہتی ہین — زرفشان کلک ہی تحریر اسی کہتی ہین
ڈہیر جو ہی مری ٹوٹی ہوی زنجیرون کا — خرمن دانۂ زنجیر اسی کہتی ہین
مل گیا سونی کی کہنی ہی سنہرا جوڑا — رنگ کہتی نہین اکسیر اسی کہتی ہین
محتسب کو جو ہوا پیر مغان کا انکار — جو جوانمرد ہین بی پیر اسی کہتی ہین
شکل زنجیر تری پاؤن مین الجہی ہی زلف — وحشت عشق کی تاثیر اسی کہتی ہین
چلی جاتی ہین جو کعبہ کو گدہی پہ زاہد — ناریب عشق کی تشہیر اسی کہتی ہین
خرمن دانۂ زنجیری زندان مین معاش — کشور عشق مین جاگیر اسی کہتی ہین
نگہ یار کو بہچہی نہین کہتی ہین فقط — تیر اسی کہتی ہین شمشیر اسی کہتی ہین
عہد پیری مین ہوا ہی قد خم گشتہ کمان — یہ نہین عمر روان تیر اسی کہتی ہین
دم صیدم کیا ہی مری عمر کٹی جاتی ہے — دم نہین کہتی ہین شمشیر اسی کہتی ہین
صبح کی طرح سے دو ڈالا وہ گریبان ہمارا ہمی — اثر نالۂ شبگیر اسی کہتی ہین

دیوان دوم

[illegible]

ولہ

کشتی می آج حسرت مین ہوا سی کم نہین
نوح اگر ساقی نہین تو نا خدا سی کم نہین

نیستی ہین ہر قدم پر دانہ ہای آبلہ
ایجنون گردش ہماری آسیا سی کم نہین

ایک ہین دریا کی لہرین دو کمیا نزدیک گیا
جو یہان نا آشنا ہی آشنا سی کم نہین

کیا اوڑا آتا ہون تیری بادپا کی ساتھ ساتھ
آج خاک و آب و آتش ہی ہوا سی کم نہین

زیست بہر ڈہونڈہا کہین ملتا نہین تیرا سراغ
بت ہی پر پوشیدہ رہنی مین خدا سی کم نہین

ساتھ تیرا چھوڑدیگا راہ مین ہجای گا
ای مسافر جسم تیرا نقش پا سی کم نہین

درد دین ہی جو تری دلمین ابہی ہوتا ہی دور
بادۂ گلرنگ ای زاہد دوا سی کم نہین

قالب بی روح تہا مینا سو گویا ہو گیا
آتش می ساقیا آب بقا سی کم نہین

بزم عشرت مین ہین طبلی غافلو طبل رحیل
یہ جہیرونکی صدا بانگ درا سی کم نہین

دو سنولا نانہ تھی ہماری قبر پر
خوان گردون ستارونکی ستا سی کم نہین

کیا برنگ بید تہرائی لگی شمشاد و سرو
یا غمین رہ سرو قد باد صبا سی کم نہین

میری مرنی سی کف افسوس گلگون ہو گئی
اونکو خالی ہاتہ بہی ملنا حنا سی کم نہین

تو نی کی گلگشت سارا باغ تجھپر بس گیا
پہول بستا ہی کہڑی ہی بوٹا حنا سی کم نہین

ولہ

تلخ باتین اُنکی شیرین سخن سی کم نہین
چین پیشانی کی ہی زلفونکی شکن سی کم نہین

کیسی گرمی ہو برہنہ شرم سی ہوتی نہین
پیرہن ہی اُنکو جسم و بدن سی کم نہین

دیوان دوم

درازی عمر کی ہے سر کسیکی خاکساری سے
تجھے ایجاد دیکھا خاک پہر خورشید کو دیکھیں
سنا ہے کربلا کا حال رندو میں غضب و غیظ
نکر یہ وار ابھی ہے طائر جان ایکدم رہ جا
یہاں صیاد لیسا رشتہ نازک خیالی ہے
وہ رشک صبح جب رخسار تابان کھول دیتا ہے
مرے چاک گریبان سے جنون جو تنگ آتے ہیں
اسی صندوق میں کل انکی لاشیں بند ہوتی ہیں
تعجب کیا کوئی ادنا اگر غالب ہوا اعلا پر
نہ دم مارو اگر غوص دریا ے محبت ہو
بہت کرکی گرمی عمر سے دہ سوختہ دیتا ہے
اڑا لیجاے گا شوق حسین کلیے کی تکیے کو
تری قاتل ہنوز نیچے چہوٹی ہین کیا مری نیضین

نہیں بجلی جو خاکستر سے آتش بند کرتی ہیں
ہمیشہ سجدہ میں آنکھہ اپنی اختر بند کرتی ہیں
مے گلگون تو کیا پانی بہی کافر بند کرتی ہیں
وہ باہر آتی ہیں اب کبوتر بند کرتی ہیں
ہزاروں طائر مضمون کو ہم پر بند کرتی ہیں
ملائک اپنی آنکھیں جب بند ساگر بند کرتی ہیں
دکانیں جب کی ساری تو گر بند کرتی ہیں
یہ غافل آج کیوں بیفائدہ زر بند کرتی ہیں
پیادے ہیں شہ شطرنج کا گھر بند کرتی ہیں
کہ غواصی میں دم اپنا شناور بند کرتی ہیں
جبھی وہ سوختہ کی مضمون ہم اکثر بند کرتی ہیں
عبث مسلی تکیے میں مری پر بند کرتی ہیں
کہ سنجر غش میں اگر چشم جوہر بند کرتی ہیں

ولہ

دل تو کیا کرتی ہیں شک اپنی اثر پتھر میں
دل وہ پتھر سے ہے کم جسمیں نہو اوسکی جگہہ
دامن کوہ سے اوڑ اوڑ کی ادہر آتی ہیں

ہر شرار ایکو ہی تجھی کا خط پتھر میں
آج تک جسکی قدم کا ہی اثر پتھر میں
شاید اے جذب جنون نکلی ہیں پتھر میں

ولہ

حاسد کو ایک دم نہیں صحبت جہان میں
ان حاسدوں کا جان ہی جب تک کہ جائیں

دیوان دوم

[illegible]

ہی شرابِ بقا تو کیا کروں لے کے گلشتو
فرقتِ ساقی میں مرنا ہی مجھی جینا نہیں

فرقتِ ساقی میں خود مینی حوالہ کر دیا
شیشۂ می محتسب نے کی گلشتو چینا نہیں

کیا سرِ شوریدہ میں بی سنگِ طفلان ورد ہے
اندرون شاید جنون ہفتہ میں آوینا نہیں

غیرِ روح اپنی بدن کی ہے رسائی ممتنع
بامِ جانانکا برنگ آسمان زینا نہیں

داغِ سودا چمکی سینہ پر برنگ آفتاب
مجکو چاکِ جیب مانندِ سحر سینا نہیں

کیا تری سونی کی بجلی نی گرائین بجلیان
طور ہی پیدا یری پیکر مرا سینا نہیں

کب دوشالہ چاہیے دشتِ جنون کی واسطے
کیا یہ موی جسم عریان ہین جو پشمینا نہیں

حسن ہو کندن سی گالونکا جو نکلی خطِ سبز
لطف کیا ایجان جبتک سونی پر مینا نہیں

ہون مین وہ شاعر کہ میری فکر ہی روح القدس
کیا ہی میرا دل جو مضمونون کا گنجینا نہیں

کو و تا پھرتا ہی ہر سو محفلِ محبوب میں
غیر ای ناسخ بہلا کیا ہی جو بوزینا نہیں

ہے ہجر میں ماہ روے دشمن
ہے شام و پگاہ روے دشمن

بہزاد جو مسخ بھی بنائے
ہو جاے سیاہ روے دشمن

پوشیں جو دوست ہی نظر سے
ہے پیشِ نگاہ روے دشمن

ہو دوست جو روسیہ تو بہتر
ہر چند ہو ماہ روے دشمن

آیا ہے عذابِ بادہ خوار و
ہے قہرِ الٰہ روے دشمن

ای دوست جدہر کو مینے دیکھا
آیا نظر آہ روے دشمن

[illegible]

دیوانِ دوم

ردیف واو

پری جہان میں نہ جنت میں حورِ عین دیکھو
ہمیشہ حضرتِ دل روی مہ جبین دیکھو
[illegible]

[illegible]

[illegible]

جو ہم خفا ہوں تو لازم ہی ہی ابی نظر بازو — نہیں ہی یاد کرو جب کوئی حسین دیکھو

نہیں ہی بار تم آؤ نہیں تو ہم بھی نہیں — نہیں ہی خوب یہ ہر دم نہیں نہیں دیکھو

ڈرو نہ آتش دوزخ سے زاہدو ہرگز — نگاہ پاک سے تم رو ہی آتشین دیکھو

خیال لب ہی عزیزو دل تنک مین — میان خانۂ زنبور انگبین دیکھو

ابھی تو روٹھ کی بھاگا ہی وہ صنم عجیبی — خدا کے واسطے جلدی کہیں نہیں دیکھو

جو کانپور سے ناسخ چلو بنارس کو — مزار پاک جناب علی حزین دیکھو

تشبیہ دی ہلال سے ابرو ہی یار کو — کیونکر نہ بدر باندھیے آپ رو ہی یار کو

باندھون اگر مین شعر مین گل رو ہی یار کو — کیونکر کہون نہ خار بھلا موئے یار کو

مصحف اگر سمجھتی ہین سب روئے یار کو — کہتا ہون ذو الفقار مین ابرو ہی یار کو

آنکھون کو آہوان حرم کیون نہ جانیے — طاق حرم سمجھتی ہین ابرو ہی یار کو

عالم ہی صید نرگس وحشی شکار کا — دیکھا زیادہ شیر سے آہوئے یار کو

مانند بوئے گل ہوئی پیدا ہی عندلیب — لائی نسیم باغ مین جو بوئے یار کو

بھولی سی بھی نگہ نکرین سو ہی ساق عرش — دیکھین ملک جو ساعد بازوئے یار کو

سوؤن لپٹ کی کیا شب فرقت مین چین سے — پاؤن اگر مین تکیۂ پہلوئے یار کو

کیا پای شکل نرگس بیمار وہ شفا — دیکھا ہو جسنے نرگس جادوئے یار کو

کیا جذب شوق ہی کہ ہوا جس طرف کی ہو — سیلا چلی غبار مرا کوئے یار کو

دیوان دوم

[illegible]

وله

[illegible]

کردیا ہی ہی قضا نے کیا فرق
جان مین ہون اور تن سے ہے لکھنو

گلیون مین ہر سنگ ریزہ ہی عقیق
راست کہتا ہون یمن سے ہے لکھنو

مین حزین آوارہ غربت جو ہون
اندنون بیت الحزن ہے لکھنو

تنگ ایسا ہوگیا میرے بغیر
ای پری تیرا دہن ہے لکھنو

کوئے ایسا شہر دنیا مین نہین
غیرت دہر کہن ہے لکھنو

پہلے ہین میرے ور نظم اسقدر
چشم عالم مین عدن ہے لکھنو

مین نہین ناسخ تو کیا تاریک ہی
شمع ہون مین انجمن ہے لکھنو

مرے دم سے تہا بوستان لکھنو
مگر ہوگیا اب خزان لکھنو

یہ اعلے مرے لکھنو کی ہے شان
زمین ہے جہان آسمان لکھنو

دیکھا خزان سے یہ حال چمن
ہوا کیا تبہ ناگہان لکھنو

بجز داغ حسرت مرے واسطے
نہ بہیجے کوئی ارمغان لکھنو

ولاربع مسکون ہے مثل بدن
اور اوس مین ہے مانند جان لکھنو

ملاقات باہم رہے حشر پر
کہان مین کہان تو کہان لکھنو

صد افسوس مانند باغ ارم
ہوا ہے نظر سے نہان لکھنو

مرین گے تو پہنچین گے بی شبہ ہم
کہ فردوس ہی سے گمان لکھنو

الٰہی یہ ناسخ کی ہے التجا
مرے دم سے ہو شادمان لکھنو

دیوان دوم

میری اے تربت ہی ادہر کو گذر ای جان کر
خاک کو جسم کر و جسم کو پہر جان کر

آج ای جان خود آرائی کا سامان کر
آپ حیران ہو آئینہ کو حیران کر

ہم و عادی ہین گالی تو ہلا دو جبکو
بیٹھے احسان کی لازم نہی پہر احسان کر

مستقل پای حنائی نہی کر نقش قدم
میری اے تربت پہ اسی طرح چراغان کر

کون ایسا ہی چڑہاوی جو مری تربت پر
رات کی ہار جو محبوب اوتارے دن کو

تم اگر چاند نہیں ہو تو بتاؤ مجھکو
کیون نہان رہتی ہو یہہ نظرون سی بیچارون کو

غم فرقت مین اگر رات کو ہم روتی ہین
کہین ملتی نہین دریا کی کنارے دن کو

یاد ہی رات کو تم ہوتی تہی ہمسی نزدیک
دور سی کرتی تہی ای جان اشارے دن کو

رات ہوجای یقیناً مجھے لو تہتی اوتہتی
حالت ضعف مین کوئی جو پکارے دن کو

ایک خورشید فلک ہی مین پہ ہین کئی
مشتعل کب ہین دلا داغ ہمارے دن کو

روز ساعت ہی ہمین ساعت روز فرقت
وصل مین ایک گہڑی کہتی ہین سارے دن کو

رات کو سب نظر آتی ہین ستارے ہنکر
چڑہتی ہین جو مری آہونکی شرارے دن کو

یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہی ناسخ
رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

مجکو عریانی ہین کیا پیرہن کے آرزو
ایکجون ہی ہجر جانان مین کفن کی آرزو

خاتمہ بالخیر ہوتا ہی جو یوسف کی طرح
نزع مین مجکو بہی ہی سیب ذقن کی آرزو

میری ہاتھونکو فقط ہی گال ملنی کی ہوس
تشنہ تمہارا چوم لی ہی یہ دہن کی آرزو

شوق ہی غربت مین اس گوری بدنکا دیکہنا
وادی پر خار مین ہی یاسمن کی آرزو

راتدن بٹہیارہی اور سب تجہی دیکہا کرین
ہی یہی ای ماہ ساری انجمن کی آرزو

ہچکیان لیکی شیشہ کیطرح دم توڑین ہم
کیا یہی ہی ساقی پیمان شکن کی آرزو

جلد نکلی جان شیرین وصل جانان گر نہین
ہی یہی اپنی بہی جو تہی کوہکن کی آرزو

دیوان دوم

ولہ

دشمن ایسا ہو جو ہمارے نام کا وہ قاصدا — کاٹ ڈالا دیکھکر خط میں ہماری نام کو

سر جھکاتا ہے نہیں ناسخ خدا کی سامنی
ہی ہی اسکی مزا سجدہ کرے اصنام کو

بیان کیا ہو جو ہی جسم دل ربا کی بو	زیادہ پیرہن گل سی ہی قبا کی بو
اگرچہ سبزۂ بیگانہ ہوں چمن میں ہوں	ہر ایک گل سی مگر آئی آشنا کی بو
ہوئی ہین خاک تری رہگذار مین جو لوگ	تو سونگھتی ہین وگلہا ہی نقش پا کی بو
کب اس چمن مین ہی صورتیں کا کام جز معنی	کہ ہمیں شکل صبا رنگ سی جدا کے بو
ہماری دلمیں بچی ہی کمال نکہت زلف	کب اپنے داغ دلسی ہے نافۂ خطا کی بو
اگر نہیں ہے خوش آیندہ بوئی می تو نہ ہو	نہیں ہی عیب اگر ہو بری دوا کی بو
کیا جو دست حنائی سی اوسنی قتل مجھی	مری لہو سی ہی صاف آتی ہی حنا کی بو
برنگ غنچہ ہی پنہاں حجاب شرم میں ننگ	صبا نہ پاسکی اوس یار باوفا کے بو

فراق یار میں ہی اشتہا کہاں ناسخ
ہماری سیری کو کافی ہی بس غذا کی بو

خود ہنستی ہو اغیار سی ہنسواتی ہو مجھکو	یہ زور ہنسی ہی کہ رولا جاتے ہو مجھکو
مین خوب سمجھتا ہوں مگر دلسی ہوں ناچار	ای ناصح بیفائدہ سمجھاتے ہو مجھکو
تم آؤ جہاں دخل ہو کیا اور کسیکا	عالم کو بھلاتا ہوں جو یاد آتی ہو مجھکو
مست آنکھیں تمہاری ہیں تصور میں سحر ہوں	سچ ہو کو کبھی ہوش ہیں تم پاتی ہو مجھکو

دیوان دوم

دیوان دوم

تو ہی ایسا چاند کا ٹکڑا کہ ہوتی چاند کے
ڈنکو یون ذرات پاتی ہین تری پرتو سی نور
ماہ کامل ہوکر و تم شام سی تا صبح سیر
سسکی ہی بیسے نالۂ شبگیر کو ایسا ڈرا
شیشۂ گی طاقچون سی میکشو او تری نہین
ربط ون بہر شام سی آنکہین تبھی ملتی نہین
ہجر مین مضطر ہون لیکن ہی یہی اخفای راز
وہ نظر آتا ہی مجکو مین نظر آتا نہین
کیا چراغ زندگانی بہی سدہارا اونکے ساتھ
یاد آجاتی ہی ٹکڑی اوس گیسوی تر باز کی
دل چورا کر مجھسے تم آنکہین چراتی ہو تو کیا
مشعلین جو وادی وحشت مین آتی ہین نظر
تہا فلک حیرت مین ثابت ہین یا سیارہ ہین
کون ساون ہی جو ہم مست سے یہ کہتے نہین
طول آرایش سی ہی رکہا مجکو محروم وصال

کرتی تہی تاری تری جانب اشارے راتکو
جسطرح روشن ہین ای خورشید تاری راتکو
گہر سی باہر کیون نہین آتی ہو پیاری راتکو
سب نے اوس محبوب پر صدقے اوتاری راتکو
منہ چھپون نی تخت پریون کی اوتاری راتکو
جیسے پنہان ہوتی ہین آہو چکاری راتکو
چپکی و لیتا ہون لنگا کی کناری راتکو
خوب کرتا ہون اندہیری مین نظاری راتکو
میری گہر سی جب وہ اپنی گہر سدہاری راتکو
کیا اڑا دیتی ہین میری نیند تاری راتکو
چوری نکر آؤنگا گہر مین تمہاری راتکو
پہرتی ہین یہ نالۂ سوزان ہماری راتکو
کل جو تیری کفش کی چمکی ستاری راتکو
جان رہ جاؤ کبہی گہر مین ہمارے راتکو
شام سی تا صبح بال اوسنے سنوارے راتکو

خوف آتا ہی رقیب لو ہم سیرت سن نہ لے
نام لیکر کیا تجہی تا صبح پکارے راتکو

کہربا ہی جرس قلب باواز بلند
گم ہو جو نوا ہی راہِ خدا پیدا ہو

کسکو پوچھا نہیں اے جان ترا فیض قدم
سنگ پر کیون نہ نشانِ کفِ پا پیدا ہو

مل گیا خاک مین پس پس کی حسینوں پر مین
قبر پر بوٹین کوئی چیز حنا پیدا ہو

اشک تھم جائین جو فرقت مین تو آہین نکلین
خشک ہو جای جو پانی تو ہوا پیدا ہو

یان کچھ اسباب کے ہم بندی ہی محتاج نہین
نہ زبان ہو تو کہان نامِ خدا پیدا ہو

گل تجھی دیکھکی گلشن مین کہین عمر دراز
شاخ کی بدلی وہین دستِ دعا پیدا ہو

بوسہ مانگا جو دہن کا تو وہ کیا کہنی لگی
تو بہی مانند دہن اب کہین ناپیدا ہو

نہ سر زلف ملی بل ہی درازی تیری
رشتۂ طولِ امل کا بہی سرا پیدا ہو

کسطرح سچ ہی نہ خورشید کو رجعت ہو جای
تجھسا آفاق مین جب ماہِ لقا پیدا ہو

ابہی خورشید جو چھپ جاے تو ذرات کہان
تو ہی پنہان ہو تو پھر کون بھلا پیدا ہو

کیا مبارک ہی مرا وحشتِ جنون ای ناسخ
بیضۂ بوم ہی ٹوٹے تو ہما پیدا ہو

مانگتی ہو جب نہ شب میرے دلِ بیتاب کو
سچ بتاؤ کیا کروگے کشتۂ سیماب کو

دیکھتا ہون جب جلائی مین شبِ مہتاب کو
داغ مثلِ ماہ لگتا ہی دلِ بیتاب کو

دیکھی بیتابی بطاہی کی جو بی ساقی کوئی
بہول جاوے اضطراب ماہیِ بی آب کو

بی سبب اسباب و غافل فراہم کیا کرون
چھوڑ جاؤگی یہین سارے عالمِ اسباب کو

عمد کی گر ترک لیتا ہی اگر راہِ سلوک
کب روان دیکھا ہی تو نی موتی بن کی آب کو

ولہ

[illegible]

دیوان دوم

نقل کرتی حنظہ و ندان نمای یار کو
[illegible]

ہوئی آخر وصل کی شب اپنی تا رجب ہے | سی دیا مینی گریبانِ سحر کے چاک کو
چوٹیان لائین ہین پریان نذر کو ای شہسوار | چاہیے چابک جو تیری توسنِ چالاک کو
تا دمِ مردن نکلی اوج کی حسرت تو کیا | لیگئی صرصر فلک تک میری مشتِ خاک کو
نشّے سے لال اوسکی آنکھیں ہین تو کیا لالہ کہون | جام مَی سے کب ہے نسبت ساغرِ تریاک کو
جان ہی اپنی نکلتی ہین زاہدا سیلِ شراب | دور کر دل سے وسلوس کے خس و خاشاک کو
میری ناموسی سے یہ نفرت رکھتی ہین اہلِ وطن | بس نہین چلتا نہین تو بند کر دین ڈاک کو
کیا لپٹ جاتا ہی میری سامنے حمام مین | ڈال دون گلخن مین او ظالم تری دلاک کو
چادرِ گل کی یہان حاجت نہین ہے رشکِ گل | میری تربت پر چڑھا اوتری ہوئی پوشاک کو
فصد لا حاصل ہی یارو مجھکو ہی سودائے عشق | لاؤ اب فصاد کی بدلے اوسی سفاک کو
تیری صیادی جدا عالم سے ہی ای شہسوار | صید وہ ٹھہری جاتی ہین تنہا نہی ہوئی فتراک کو
دھنس گئی ہین ضعف کے مارے جو ہجرِ یار مین | ہین کنوان کہتا ہون بیچ دیدۂ نمناک کو
شاخِ گل ہین سست پا رخسارِ گل لیگا گلا | غنچۂ گل کہیے اوس شاخِ چمن کی ناک کو
آشیانِ آسمان مین مرغِ زرین وہ بنا | ہجر مین دیکھا جو میری شاخِ وحشت ناک کو

باغ سے دریا سے صحرا سے فراقِ یار مین
خوش کرون ای وای ناسخ کیا دلِ غمناک کو

تیری جلوے سے جو یون ہر سیمبر بیتاب ہو | کیون نہ ہر چاہِ زنخدان بھی چہ سیماب ہو
رقص کو تیار جب وہ غیرتِ مہتاب ہو | چاہ بابل کی طرح زہرہ کا زہرہ آب ہو

دیوان دوم

تیری گدڑی کی بو بھا منزل مقصود کو | اب کہاں قطع منازل کا ہی یارا چاند کو
وصل کی شب آئی ہی کیا بدلا ہی طالع مہر کو | سمجھی ہم الٹا ہی نالی کا شرارا چاند کو
جب چھپا لیتی ہو تم آئینۂ رخسار کو | جوش میں آتا ہی بسا دیتا ہی پیارا چاند کو
گو شب مہتاب ہی لیکن کہاں ہی چاندنی | کر دیا ہی ہجر نی گویا ستارا چاند کو
چاندنی دوڑی بغل میں وہ جنیب ہو گیا | رات جب آیا نظر جلوہ تمہارا چاند کو
تیری ناخن کی برابر ہو سکی کیا ماہ نو | حسن میں کرتا ہی ہم پہ ستارا چاند کو
تیس دن اس چرخ نی مشکل جب گداگر ہی پھرا | تب کہیں ملتا ہی دولی کا کنارا چاند کو
چودھویں ہی رات ہوتی ہی تو گھٹتا ہی ہلال | تم اگر ابرو سی کرتی ہو اشارا چاند کو
تا قیامت منہ کہی ہرگز نہ سوی آفتاب | ہو جو ممکن ای بہ عمر اتارا چاند کو

جب شب فرقت ہی ناسخ نظر آیا مجھی
سینے جھنجلا کے خدنگ آہ مارا چاند کو

دیوان دوم

چنپا کی پھول میں ہی گل کی کلی میں بو | جیسے تیری گلی کی ہی چنپا کلی میں بو
کیا نسبت اوسکی کاکل مشکیں سی ناگ کو | مو باف سی کہاں ہی بھلا کچلے میں بو
گذری تھی بال کھولی ہوی آپ ایکدن | اب تک ہی مشک کوچہ کا کل گلی میں بو
کپڑی تمہاری سیکی کسینی جو رکھ لیے | صندل سی آج ہو گئی ہی سندلی میں بو
ہی لطف خندہ روئی میں کیا دل گرفتگی | پھولوں میں جسقدر ہی کہاں وہ کلی میں بو
کیا دور ہی کہ جائی جو مر ہی عجب نہیں | ایسی ہی تیری پیرہن صندلی میں بو

قمریوں کی تشبیہ لو مین کیا چمنے کا قصد — کیا ہی اوس سرو روان کو دیکھ گھبرا ہی سرو
بھیجے دل نامک گل قد یار یہ گلشن مین — طول قد سے ایکو گر عرش تک پہنچا ہی سرو
آج اوس سرو روان کو قصد ہی گلگشت کا — قمریان کہتی پھرینگی جا ہی کو کو ہا ہی سرو
گر پڑا جو تیری قد موزون گریبان کیا ہوا — آنجو گلشن مین ہر دم جھومتی ہی ہا ہی سرو

باغ عالم مین بھلا موزون تیرے یون مشہور ہو
مدتون ناصح کی اشکو کا جو پانی پای سرو

دیوان دوم

تونے مجبور کر دیا ہمسکو — سخت رنجور کر دیا ہمسکو
آپ سے جلتے ہین غیر کو نہین رنج — غم نے کافور کر دیا ہمکو
اپنے برق نگاہ سے تم نے — شجر طور کر دیا ہمسکو
دل بنا عاشقی مین خود مختار — اور مجبور کر دیا ہمسکو
ایسے تعریف کی کہ اے واعظ — عاشق حور کر دیا ہمسکو
غم نہین محتسب جو توڑا خم — نشہ نے چور کر دیا ہمسکو
جسقدر ہم سے تم ہوئے نزدیک — اس قدر دور کر دیا ہمسکو
انجم داغ تیر سے تجھنے — شب دیجور کر دیا ہمسکو
کبھی بار غم فراق اوتار — تونے مزدور کر دیا ہمسکو
الفت ظاہری سی او مغرور — تونے مغرور کر دیا ہمسکو
ہوئے دارین مین عدو مخذول — حق کی منصور کر دیا ہمسکو

واہ ہین کیا ہی تری ابروی خمدار سیاہ
ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ

زلف جانان کی برابر ہین کہین مار سیاہ
کہ مرا رشتۂ نظارہ ہوا تار سیاہ

قاتل خلق ہی ہو کیون نہ سیہ رو شب ہجر
ہی سزاوار جو ہو روی سیہ کار سیاہ

آبحیوان ہی سراب اوسکو ہی ظلمات ضرور
کیون نہ ہو میں ہی تری خانۂ خمار سیاہ

تیرگی پہیلی ہی کیا میری سیہ بختی کی
کہ وطن میں ہوئی اسیری سی بازار سیاہ

ایک شب میں نہیں امکان کہ ہو طول اتنا
دن کو بھی رکھتی ہی فرقت کی شب تار سیاہ

یہ فقط ہی شب فرقت کی سیاہی کا اثر
ہو گئی ہین جو مری دیدۂ بیدار سیاہ

تیرہ ایام جدائی میں نہین ہی خورشید
کہہ سپہر فلک پر ہی یہ دستار سیاہ

اوس گل اندام سی لالہ کو بھلا کیا نسبت
خال اک اوسکے ہیان داغ وہان چار سیاہ

دشمن جان جہان ہی وہ یہ جان عالم
کیا تری کاکل پیچان کو کہون مار سیاہ

صبح سی کرتی ہین معمار مری گہر کو سفید
شام سی کرتی ہی فرقت کی شب تار سیاہ

جسطرح ہاتھ سیہ درہم و دینار سی ہون
الفت زر سی نہین ہی دل زردار سیاہ

کہل گئی مار سیہ ایسی تری کاکل پر
خوب دیکہا تو نظر آئی کہجی تار سیاہ

ہی صریر ایسی کہ ہو گرد صفیر بلبل
زاغ کیطرح ہی گو خامہ کی منقار سیاہ

چشم و کاکل کی سوا اور سیاہی تو کیا
اوسکی کوچہ کا نہین سایۂ دیوار سیاہ

تیری آنکھون سی میں تشبیہ نہین دیتا ہون
ورنہ ہو جائی ابھی نرگس بیمار سیاہ

ہوا اگر صحبت خورشید تو تا صبح پہنچ جائی
کہ شب ہجر ہی یا حیدر کرار سیاہ

دیوان دوم

کیا ہی اوس بت کا دہن شگاف ہی نام خدا	عکس گیسو سی ہوا آئینہ زانو سیاہ
کسقدر تیرہ معاذ اللہ ہی فرقت کی رات	ہو گئی ہین میری گلشن مین گل شبو سیاہ
پہوٹتی ہی سویدا کی جو رنگت چشم	صاف آتا ہی نظر یاران ترا پہلو سیاہ
سننے والی کہتی ہین اپنی کہی کی ہی سزا	گر کبھی کرتا ہون مین جور بت جنجو کو سیاہ
بہیجی قاصد کہتی ہین خط کوئی پڑہتا ہی نہین	رات دن کاغذ کیا کرتا ہی ناحق تو سیاہ
تیری شکوی کا گر مضمون لکھا ہو اگر	ہون برنگ خامہ جلد او بدگمان ہم رو سیاہ
کیا سمایا ہی رگ و پی مین خیال زلف یار	ہو گیا ہی جسم زار اپنا برنگ مو سیاہ
سبزہ ہی گل مین گہری ہی جو نوخیز کالی گہٹا	رنگ خط ہی سبز چہرہ سرخ ہی گیسو سیاہ
ہجر ابرو چشم سی اپنی سیہ خانہ مین ہی	روزن دیوار مثل دیدۂ آہو سیاہ

مانگتا ہون یہ دعا اللہ سی ناسخ مدام
بار پہنچی پشت در وی خط عنبر بو سیاہ

آگی تہی کاجل سی اوسکی نرگس جادو سیاہ	کی ہی مسی نی زبان ہی صورت [illegible] سیاہ

ولہ

کر دی خط نی تری عارض پر نو سیاہ	ہو گیا مشک کی مانند یہ کافور سیاہ
یاد ساقی مین ٹپکتی ہی شراب اشک کی جا	ہین مری دیدۂ تر یا کہ ہین انگور سیاہ
میکدہ فرقت ساقی مین سیہ خانہ ہوا	نظر آتا ہی مجھی ساغر بلور سیاہ
ہجر یوسف مین ہی یعقوب کو کیا تیرہ جہان	چاہ کنعان ہی ہو صورت تنور سیاہ

کوئی غافل نہیں رہتا کبھی ہشیار کی ساتھ
ابر و باراں ہیں چشم سیہ کار کی ساتھ
ہو گئی روح اپنی رواں جلوۂ رفتار کی ساتھ
تیری ہوتی ہے کنعان کی خریدار ہوئی
چست ہی روح رہ شوق میں پر جسم
نظر آتا نہیں مرنی کی سوا فرقت میں
کیا ہی امکان کہ ہو تخلیہ بیداری میں
ہمنی دیکھا نہیں پلکوں سی کبھی آنکھونکو
نظر آتا ہی ہلال رمضان جام ہی لا
درج مکتوب میں شاید نہیں مضمون جمال
اس سی فرقت محبوب میں آئی ہی بہار
ہو گئی صبح چلا میری بغل سی وہ گل
نور ایمان سی جدا کفر کی ظلمت کو نجان
کھینچے تو کہیں تلوار کسی دن ہم پر

بخت خفتہ ہی مگر دیدۂ بیدار کی ساتھ
کھینچی تلواریں ہوں جس طرح گنہگار کی ساتھ
مل گئی خاک میں نقش قدم یار کی ساتھ
گفتگو کرن کی ہی مردم بازار کی ساتھ
تنگ ہی کیا ہی سبکدوش گراں بار کی ساتھ
ظلمت گور بھی ہی آج شب تار کی ساتھ
خواب میں بھی نظر آتا ہی وہ دو چار کی ساتھ
رابطہ آبلۂ پا کو جو ہی خار کی ساتھ
ساقیا مجکو سپر چاہیی تلوار کی ساتھ
ملک الموت بھی ہی قاصد دلدار کی ساتھ
پاونگا داغ جنون لالۂ کہسار کی ساتھ
کوچ دنیا سی کرون شبنم گلزار کی ساتھ
مشک سا خال ہی کافور سی رخسار کی ساتھ
صدقی ہو جائیں گی ہم آپکی سروار کی ساتھ

ایک دیوانہ ہی ناصح کی حقیقت کیا ہی
او طرح جمشید پری تیری ہوادار کی ساتھ

اپنی تیری ہو گئی کی لڑی ہی ... لڑی آنکھ
تو لڑی گی اب ایسا ن نہ کسی شکوہ کی لڑی آنکھ

نام جوہری سے سکندر کا رہا
ہو گیا ہے رشک اورنگ آئینہ

کیا سماتے جان عکس نور حسن
ہے مری دل کا بہت تنگ آئینہ

دل ادہار کر اور مری حرف سخت
کہہ رہا ہے سنگ سے جنگ آئینہ

کیا ہی دل پر صدمے ہیں اوس زلف سے
شانہ کی کہاتا ہے سر جنگ آئینہ

واہ کیا عکس گل رخسار ہے
سا لہا رہتا ہے گلرنگ آئینہ

بن گیا ہے یہ تو اتیر ضمیر ور
ہے جو یہ خورشید کی رنگ آئینہ

ہیری ہو گئی تیری منہ چڑہتا ہے دیکھ
ہے بڑا دنیا میں بیہنگ آئینہ

ہے ترا حیران سارا کا نیر
بن گیا ہے سطح گنگ آئینہ

یاں تصور دل میں ابرو کا نہیں
تیغ کا نکلی ہی جوہر تنگ آئینہ

اے گل جو تو نے یاں چھپا کر دکھائی منہ
حسرت سے کیا ہی غنچہ گل نے چھپائی منہ

ہر برگ گل کو چوم لیا مثل عندلیب
مجکو اگر چمن میں تری یاد آئی منہ

شیریں کیا ہے جان کو حسن سے ازل کی ن
اوس قند سے جدا نہیں تمہاری بنائی منہ

ہوتا ہے قصد اور کسی بات کا اگر
کرتی ہیں میری منہ سے ہی بات آئی منہ

روز نخست جوہری بازار جب کھلا
ہیرے کی و نیت لعل کی ظاہر نے پائی منہ

سب برگ گل کتر کی زمین پر گرا دئی
بلبل نے پائے نہیں جو تری دیکھ پائی منہ

کیا ذوق بوسہ ہے کہ صنم بھول بھول کر
سو بار میں نے آتش رخ سے جلائی منہ

دیوان دوم

[illegible]

جو بال دار ہی اوس کی نگہ سے جگر کا
بیخ کی طرح خار ہی پای درم کی ساتھ

سودا ہی مار گیسوی مشکین کی عشق کا
ڈھونگ کیوں نہ مشک لگا کر ہی بین کی ساتھ

تو ام جہان میں دل انسان ہی ازغم
لاکھوں جو غم تھی میں ہی پیدا اسکی ساتھ

رہتا ہی روز و شب کی طرح باہم اتصال
شادی کی ساتھ غم ہی تو شادی ہی غم کی ساتھ

سینا ہی کی ہم نہیں محتاج منبر رشک
ناتہ الہی ہماری قدم کے ساتھ

آیا ہی وہ کریم مری گہر سوار رخش
باد مراد آئی سحاب کرم کی ساتھ

ناسخ مجھی پلا بھی رحمت میں رنج کو
دوزخ بھی ہمکو چاہیے باغ ارم کی ساتھ

آج تک شوق اسیری ہی مجہ آزاد کی ساتھ
طائر روح لپس از مرگ ہی صیاد کی ساتھ

بعد مرنے کی بھی قمری کی طرح ہی میں طوق
تھی محبت مجھی اک غیرت شمشاد کی ساتھ

ہوں وہ سودائی اگر قتل مجھی کر کی چلی
سایہ ساں سے بھی چلی جلاد کی ساتھ

سیر کو تو جو گیا پڑ گئی بہاگڑ ای گل
اڑ چلا رنگ چمن نکہت برباد کی ساتھ

تیری کوچہ کی سوا ہو جو تمنا ہی بہشت
جاؤں دوزخ کو مر اخشر ہو شداد کی ساتھ

بہری بالش میں نہیں ہیں جو ہزار و قفس
پر مری کیسی اوڑی پھرتی ہیں صیاد کی ساتھ

بی زر ونکا ہی کہیں ساتھ کوئی دیتا ہی
جان شیرین نی نہ دی دیکھلو فرہاد کی ساتھ

قصد سی جاے نہ سودا تو مجھی ہی مشکل
کوئی جلا وہی بلوائی فصاد کی ساتھ

دخل اغیار مری خلوت خاطر میں کہاں
خود فراموش ہوں ای یار تری یاد کی ساتھ

دیوان دوم

[illegible]

جہان کو صدقہ نوشیروان عادل سی	کرے گی صاحب مال سالہا سال گرہ
تو ای ہمیشہ جہان بادشاہ رہی	طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ

ولہ

صاف ہی دیوانہ گیسوی خمدار آئینہ
کیون نہ ہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئینہ

دیکھتا ہی ٹکٹکی باندہی رخ یار آئینہ
رشک دیتا ہی مجھی مانند اغیار آئینہ

شاید اوس ہی مخطط سی کوئی تشبیہ دے
اسلیئے طوطی سی رکھتا ہی سروکار آئینہ

حسن کی گاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
دست قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئینہ

ہی شب گیسو مین وصف آئینہ رخسار کا
ہر شب تاریک مین ہی رہ ہنگار آئینہ

اوس امیر با کرم کی مدح خوانی کیلیے
کیا عجب گر وام لی طوطی سی منقار آئینہ

دیکھ لیتا ہی وہ اپنی منہہ کو ہر انداز مین
خلوت محبوب مین رہتا ہی بیکار آئینہ

یہ گیا مژگان قاتل کی جو تلوار نگاہ
ہو گیا مانند شانہ وہین افگار آئینہ

دیکھتا ہی نشہ کی عالم مین اپنی حسن کو
ساغری کو سمجھتا ہی وہ خونخوار آئینہ

تو وہی خورشید تابندہ کہ تیری عکس سے
بنگیا مثل مہ تابان شب تار آئینہ

گر نہ ہوا امید اوس محبوب کی دیدار کی
باہر اپنی گہر سی پہر نکلی نہ زنہار آئینہ

کیا صفائی ہیکل دلدار کی تاثیر ہے
گرد وہ لگ جاتی نہین بنجاتی ہی پلوار آئینہ

سامنی آنکھوں کی آئینہ بہت رکھا مگر
ای صنم لیجاتی ہین کم پیش بیمار آئینہ

شیشے طاقون مین شیشہ نہین مین پیاسے چلی گئے
کیا لگا ہی اپنی بتخانہ مین تمہارا آئینہ

دیکھ سکتا ہی کوئی کب عیب و ہیبت ہی تجھی — ہی بیجا ر کہین اگر ہامن اہل دربار آئینہ
ہر بلا سی کیون نہ تو امین ہی وقت نبرد — صورت سد سکندر ہی ترا حجار آئینہ
وار سہر گز تیغ ابرو کا نہین کرتا اثر — آئینہ تیرا نہین گویا کہ ہی حجار آئینہ
پیکر حیرت فزا مین بال سی ہی جو کمر — ہی سراپا اوس بتکا صاف ہموار آئینہ
میری قلب با صفا سی جو مشابہ ہی بہت — منہہ بنا کر دیکھتا ہی وہ ستمگار آئینہ
صبح کو گلگشت کو وہ شاہ خوبین گیا — صاف شبنم سی بنا ہر برگ گلزار آئینہ
سنگدل سی صاف دل ہیدا ہو کب ہی محال — اہل صنعت سنگ سی کرتی ہین تیار آئینہ
اسمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان — جام انگشتری مین نگین ہین تیغ ہو رخسار آئینہ
کیا منجم کو ہوا دہوکا کسوف شمس کا — ہوگیا حسید م حجاب چہرہ یار آئینہ

آج ای ناسخ ہون مین اسکندر ملک سخن
ہین صفای لفظ و معنی سی سب اشعار آئینہ

عشق بد ہی ای دل نادان سمجھہ — یہ سند ہی ای دل نادان سمجھہ
گم ہو ظلمات کا کل مین بجا — نابلد ہے ای دل نادان سمجھہ
صبر کر چپ رہ کہ سوز داغ عشق — تا ابد ہے ای دل نادان سمجھہ
ہو نہ رسوا جلد ترک عشق کر — کیا یہ کد ہی ای دل نادان سمجھہ
عشق کی رغبت جو دی تجکو نہ سن — بات بد ہی ای دل نادان سمجھہ
قسمت اغیار مین ہی وصل یار — کیون حسد ہی ای دل نادان سمجھہ

دیوان دوم

سہندیں پہنچا حلب سی طالب دیدار دوست
آدمی سی کم نہیں کرتا لگا پو آئینہ

چاہتا ہی ملکی جب صاف سی ہو جای ایک
کیا کری پاتا نہیں ای جان قابو آئینہ

بادگیسو مین جو دیدی مارتا ہی آپ کو
ہوگیا مو دار سب مانند گیسو آئینہ

حسن محبوب الٰہی کا اثر ہی آج تک
عکس دی جہر سی بناتا ہی مہ رو آئینہ

حیرتی تیری کسی کی بات کا کیا دین جواب
ہوگیا مانند طوطی کب سخن گو آئینہ

تیری زلفونکا تصور کون سی دل مین نہین
اب نظر آتا نہیں دنیا مین بی مو آئینہ

ای پری رد تیری پلکون کا اگر جای عکس
کیا عجب تک انکلس دریا ہوا تو آئینہ

عکس اب کسکا جگہ پای کہ تیری نور سی
ہی برنگ ساغر لبریز مملو آئینہ

یار اگر خود بین ہی زلف نسخ مبارک ہو تجھی
جلد بن جا جوش حیرانی سی انبو آئینہ

ہوگیا ہجر مین جہان سیاہ
ہی زمین اور آسمان سیاہ

روشنی کی عوض دہوان پہیلا
شمع سی ہوگیا مکان سیاہ

تیری تیغ ادا سی گل ہوئی قتل
کپڑی رنگوائین باغبان سیاہ

تابش آفتاب عارض سی
آہو چشم کیا ہین جان سیاہ

اندنون ہوی زلف کی مانند
ہوگیا ہون مین ناتوان سیاہ

ساتھ اشکون کی دود آہ نہین
ہین مری فوج کی نشان سیاہ

لال کر دون شراب کہچو اگر
تیری انگور باغبان سیاہ

دیوان دوم

باعث غمین غش جو ہوی دیکھکے چال اوس گلکی	تہری ہی بہر نسیم سحر سے آئینہ
اپنی صورت سی ہی نفرت ہی مجھی غیر تو کیا	میری آگی نکرے جلوہ گری آئینہ
اوس پری چہرہ نی دیکھا ہی مگر منہہ اپنا	آج آتا ہی نظر مجھکو پری آئینہ
آئینہ دیدۂ گریان ہی جوہر سے تیلے	دیکھ لی جو مری آنکھونکی تری آئینہ
عکس جوہر کو بناتا ہی خط عارض یار	کیا ہی کرتا ہی وہ بیداد گری آئینہ
کرتی ہین اہل صفا اپنی مربی کا نام	دی سکندر کو نہ کیون نام وری آئینہ
اپنی صورت کو نہ دیکھو کہ ہو جاہی جنون	ہو نہ جای سبب جامہ دری آئینہ
وہ جو خود بین ہی یہہ مشکل تو پہنچا اوس تک	کر سکی گا نہ مگر نامہ بری آئینہ
ہی حسینونکو ہمارا ہی دل صاف پسند	منہہ سی اب ہو طلب کا سفری آئینہ
سیکڑون سامنی آجاتی ہین یون جانی کہ تو	کیا ہی رکہتا ہی دلا بیخبری آئینہ
تیری نظارہ سی ہو جاتی ہی کیا خاطر جمع	چہوڑ دیتا ہی پریشان نظری آئینہ

پای نزدیکی محبوب سی عزت ناسخ
دور کردائی جو زنگ جگری آئینہ

ردیف یای تحتانی

بجای داغ ملی دیدۂ غزال مجھی	کمال جوشش وحشت ہی اپنی سال مجھی
رہی وہ گل چمنستان دہر مین شاداب	دکہاکی سرو سا قامت کیا نہال مجھی
وہ پانی پانی ہوا شرم سی جو محفل مین	بہاکی اشک ہوا کیا ہی انفعال مجھی

دیوان دوم

[illegible]

چلا مین جو رستہ بدست ٹھوکرین کھاتا / وہ یون چلی کہ کوئی ساغر شراب چلی
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانب شرق / جو سوی غرب وہ مانند آفتاب چلی

ولہ

تا بہ کی ہجر مین ناموں کی یہ تحریر رہی / پھر وہ دن ہون کہ بہم راز کی تقریر رہی
ہاتھ مین گر نہ سر زلف گرہگیر رہے / پاؤن مین توڑی دروازی کی زنجیر رہی
اے جنون ہی یہ ہوس پاؤن مین زنجیر رہی / ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہگیر رہے
نامۂ یار کی مضمون ہین اثر سے مجکو / جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہی
کوہی قاتل کو نکل جاؤن نہ مدفن سی کہین / بعد مردن بھی مری پاؤن مین زنجیر رہی
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھی / کیون نہ مشہور زمانے مین وہ بی پیر رہی
ضعف سی دامن صحرا کسطرح پھٹ نہ سکا / ہمکو وحشت مین گریبان بہت چیر رہی
پی شراب آہہ کیا کرتی ہین ہم ای ساقی / نعرہ زن جیسی کوئی کودک بی شیر رہی
غیب بٹھا ہی دلا یار کی گھر سے پر آج / عرش سی اب نہ ادہر نالۂ شبگیر رہی
فصل گل مین نہ گل داغ جنون تک بھی کھلی / لب غنچہ سی ہم اس باغ مین دلگیر رہی
اے جنون خواب مین محبوب کی لازم ہی لحاظ / پانو زنجیر مرا نالۂ زنجیر رہے
ہون وہ دیوانہ کہ ایجان تمنا ہی مجھی / ہاتھ مین زلف رہی پاؤن مین زنجیر رہی
وہی عاشق ہی جو عالم کو مرقع سمجھے / ہرطرف پیش نظر یار کی تصویر رہی
ہاتھ مین نامۂ محبوب جو لی ای قاصد / ید بیضا مین تری آگ نہ تنویر رہے

دیوان دوم

[illegible]

آتش گل میں اڑ گیا ہی توسن عمر رواں
تو رکے کبار نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد رکھتا ہی یہ اوس صیاد کا طیر نگاہ
جسم کیا ہی مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوی جانان گر نہیں کنج زندان ہی سہی
کوئی ای جوش جنون پیدا ٹھکانہ کیجیے

سر کی ہدیٰ شوق سی سر لیجی عشاق کا
گنجفی کی طور سی برہم زمانہ کیجیے

رات دن غم میں ناسخ بس یہی رہتی ہی فکر
کوی خط لکھیی کوئی قاصد روانہ کیجیے

جیب میں چاک در یار نظر آتا ہی
سینہ میں روزن دیوار نظر آتا ہی

سمت غیر جو میں نگاہ اپنی جدھر جاتی ہی
وہی کوچہ ہی بازار نظر آتا ہی

می پرست ایسی ہیں سوتی ہیں اگر مسجد میں
خواب میں خانہ خمار نظر آتا ہی

یہ بھی اوس مہ کی کیا ہی طرح عاشق ہیں
جو ستارہ ہی سو بیدار نظر آتا ہی

چاندسا چہرہ تاباں ہی مگر اس پہ بھی
زلف میں رشتہ تار نظر آتا ہی

کاوش خلق سی چھوٹا جو ہوا سودائی
داغ سودا گل بی خار نظر آتا ہی

شعلہ داغ سر شوریدہ کا چھپتا ہی نہیں
مثل طرہ سر دستار نظر آتا ہی

کفر ای زاہد بی توق چھپاتا ہے کیا
سبحہ میں رشتہ زنار نظر آتا ہی

گر یار نہاں ہی تو چھپا کیا ہے
کب سہار ابدن زار نظر آتا ہی

کیا شکایت کوئی دشمن ہی اگر تشنہ خون
تھا جو غمخوار سو خونخوار نظر آتا ہی

خود نمر مشتری نہیں جو یار کی یوسف کی طرح
ورنہ ہر کوئی خریدار نظر آتا ہی

دیوان دوم

دیوان دوم

کر دیا عم نی لہو پی پی کی سہ رجیہ سفید
خواب اس غفلت کدہ مین ب جو آتی ہین نظر
آج باری جا پڑی تیری نگہ پائی مراد
لگ چلی گلشن مین گر اوس سرو سیم اندام
خاک راہ یار جیتی جی ملی ممکن نہین
تیر ابرو کی خمیدہ سی کمان او نوجوان
گرچہ ہا نا ہی تجہی بہا ہا ہماری داغ کا
سوز غم سی اسقدر جلتا ہون ہنگام قتل
طاق ابروی صنم جسدم نظر آیا ہے
اوس کمان ابروکی او ٹہہ جاتی ہی تیر جانکو

سادی کاغذ مین شباہت ہی مر تصویر کے
فکر کرنی ہی لحد مین ایکدن تعبیر کے
آرزو مدت سی ہی قوس قزح کو تیر کے
ہو جہاں معوج ہو امین نقرئی زنجیر کے
خاک مین مجکو ملا دیگی ہوس اکسیر کے
جہک گئی ہی کہنہ ہو کی سی کمر شمشیر کے
پہلی کر لی فکر ای جراح آتش گیر کے
پڑ گئی چہالی جلی خون سی زبان شمشیر کے
ایک مسجد بس ہی راہ خدا تعمیر کے
شعلہ پیکان شمع نظر و نمین سر ہی تیر کے

دانت تیری دیکہتی ہی ہو گیا ناسخ شہید
ہای کیا ان موتیون نمین آب ہی شمشیر کی

آسمان حسن وہ سہ پارا ہے
ماہ کو جسنی دو پارہ کر دیا ہے
مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ بہی
اشتیاق نامہ محبوب مین
کیا سنہرا رنگ ہی محبوب کا

خال ثابت مردمک سیارہ ہے
دل کی ہر پارہ مین وہ سپارہ ہے
ہر ستارہ روشنہ کا فورہ ہے
اب مصاحب ڈاک کا ہرکارہ ہے
تار زر اب رشتہ نظارہ ہے

تنگ ویرانہ ملا ہی بقدر غربت کے لیے — ہی یقین ہو جاے روشن کہ یک شب تاب سے

ہون تو دیوانہ ولی کہتا ہون دنیا کی بات — حلقۂ زنجیر بہتر حلقۂ احباب سے

بیخودی ایسی شب فرقت میں بیتی ہی مجھے — مین نہ بیدار ہی سے واقف ہون نہ محرم خواب سے

رات دن ہے اسکی قسمت میں جدائی یار کے — مرغ دل کو کسطرح تشبیہ دون سیماب سے

فرقت ساقی میں ایسا ہو گیا ہون ناتوان — قطرۂ می میری حق میں کم نہیں سیلاب سے

چھوڑ کر اپنی تعلی کر تو اے صنع اختیار — رتبہ مسجد کی سناری کا ہی کم محراب سے

غیر کو جتنا مجھے چھوڑون مرتی ہی مین بیقرار — جسطرح کشتہ ہون اکثر کشتۂ سیماب کے

کیون نظر میں ہون نہ تیر نازکی مچھلیان — دیدۂ گریان ہماری کم نہیں تالاب سے

وہ بلا بالا ہی تیری کان کا اے نجحسن — مچھلیان ہی ہو سکین باہر نہ اس گرداب سے

اشک حسرت داغ فرقت اگر گرم اے سرد — لیجلے اسباب ہم یہ عالم اسباب سے

مثل خورشید شفق محجوب ہیں عشق میں — روز منہہ دہوتی ہین اونکا صبحدم خوناب سے

وصل پر اے طائر دل جان کیا دیتا ہی تو — ہی جدائی بہتر جو لذت پوچھ لی سرخاب سے

کی محرم میں مسی پوشی جو تو نے اے صنم — تیری ابرو ہین مشابہ کعبہ کی محراب سے

ابرو خمدار میں تیرے اگر تیغ قضا — چین ابرو کم نہیں تیغ قضا کی تاب سے

چشم تر سی لخت دل نکلی تو بولا ہنسکے یار — مچھلیان نکلیں نکلی جاتی ہین تالاب سے

یہ رقی ہی مشکل اوسکی فکر مین مشکل سکتی نہیں
ہی بجا تشبیہ دون ناسخ اگر گرداب سے

دیوان دوم

حسرت ہی رکی تری بام وصال کے
کوتاہ ہی کمند ہمارے خیال کے
جز کمال حسن سماہی ہی خال کے
وحشت ہی کیون صنم تجھی عین الکمال کے
پہر آسمان پہ قدھی یا ہلال کے

دیوان

ناتوان ہی سر ہون کیا یار آہن چاہیے
ہی سنہرا رنگ اسمین لگیا سونیکا رنگ
بچ رہا ہی تیل جو بالون سی وہ ڈالو ہمین
جان بلب سنگل مجہی آیا سیہ خانہ مین یار
بعد مدت وصل شہد و موم مین ہوتا ہی پہر
اوس سہی قد پر ہوا میری طرح سودا اوسی
اوس پہ کیا تیل ملوانا بدن پر ہی بجا
خوشنفس سودا ہی تیری عشق مین و شہسوار
آدمی ہون ایسیون پوشاک سی و قفا نہین
تیر ہو جام زندگی بی یار بزم عیش مین
کشت سبز چرخ سی خبر دانہ خال صنم
مین تو عریان وحشت وحشت کو گریبان کی طلب
سیم و زر کی کسکی ہی بی طمع ای آسمان
کون ہی میری سوا پابند جو گہر کا نہین
ہون وہی گلشن جیب نا نتیلا تو منع عرض کے
استقامت سما کی امید خلدار کی
ہی زبان تیری سی آلودہ تو تشبیہ کو

فاختہ کا طوق مجکو بہر گردن چاہیے
تیری بازو پر صنم بہر کی جوشن چاہیے
ای صنم بہر چراغ زیست روغن چاہیے
اور کوئی دم چراغ زیست روشن چاہیے
اوسکی ہونٹہو نکی لیی اب موم روغن چاہیے
گردن قمری مین ہی اب طوق آہن چاہیے
ہی چراغ خانہ جسم اوسکو روغن چاہیے
چاہی طوق اپنی گلی مین نعل توسن چاہیے
ورنہ اب کوہ و بیابان تاکسی کی گر چاہیے
چاہی ہی اب مجکو ساقی آب آہن چاہیے
خوشہ پروین نہ مجکو مہ کا خرمن چاہیے
ہی زبان خار صحرا سر کہ دامن چاہیے
ہم ہمین سودائی ہمین ٹہورا سا ہمین چاہیے
جسم تو کیا روح کو بھی خانہ تن چاہیے
کاسہ سر جام کا شیشہ کی گردن چاہیے
جوہر زن کی تیغ و خنجر کو ہی جوشن چاہیے
منہہ مین غنچہ کی ہی کوئی برگ سوسن چاہیے

مدت سی آرزو ہی کہا وہی کبھی جمال
ابرو کی مجکو چاہ رہی ہی نہ خال کی
افسون ہی بولنی مین تو چلنی مین سحر ہی
ڈرتا ہون سحر سن لگا ہو نسی ایسکہ دیکھین

او بت تجھی قسم ہی خدا کی جلال کی
الفت ہی جیسی دلمین ہلال و بلال کی
ہوگی پری ہی کوئی نہ اس لعل ہا کی
مانند چشم شیر ہین آنکھین غزال کی

مجکو لباس فقر سی ہی عار کسلیے
ناسخ نہ تابنی کہین صورت سوال کی

چھوڑکر ہمکو جو اپنی گھر سی وہ اندر چلی
لیعد مردن دوست جب ہمکو محدبین چلی
سبھی سب آئی قیامت سیر کرتی ہی بہار
دور کی تسبیح مینی جب ملا جام شراب
ساغر امید خالی رہ گیا تو رہ گیا
مرحمت سی کی نظر قاتل نی جو غصہ کی بعد
ہمصفیر دیکہتا قسمت چلی اولٹی ہوا
بام گر دو دن ہی چلا تحت الثرا کو آفتاب
لگ گئی بیماری فرقت مین بستر سی بیٹھ
رہ گیا کیا دیکھکر حسرت سی ای صیاد مین
ایک سیکی قتل کو نکلی تری تیغ نگاہ

یہ مری حالت کہ لبس ہم آپسی باہر چلے
پیچھی پیچھی ہم ہی سوی کوچہ دلبر چلے
کوی جاتا تا ہمین یہ مجہہ دیوانی پر پتھر چلے
آفتاب ای مہ کشو آیا تو بس اختر چلے
ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بہر چلے
زخم جینی تکی ہماری خود بخود سب بہر چلے
اوڑکی گلشن کو جو بعد از دیج اپنی پر چلے
اوٹھکی تہ خانہ سی جب وہ اپنی کوٹھی پر چلے
اوٹھہ چلون بالفرض مین تو ساتہہ ہی بستر چلے
اوڑکی گلشن کو مری کتری ہوی جب پر چلے
ایک جنبش ہی اگر پلکو نکو سو خنجر چلے

دیوان سوم

دگ کہتی قفس مین بال دی عیان ہو نہین
بان جو اغوش ہی بی جو رشتہ ل خال
نقیر پر در ۱۵۱

یاد آیا مجھی کیا مصرع گرم ای ناسخ
نفس سرد بہرون تو بہی ہو دل خالی

کسطرح نالونسی ہو مشکل جرس دل خالی
جلوہ گر خلوت دلمین ہی مرا یار مدام
راہ سوز او ترقی ہی چلی جاتی ہین
دل جو نالان ہی سر زلف مین آزردہ ہو
جسم مین ورکہان مزمہ پردازی کا
شغف مدجام مین یہ تو جو پڑی ساقی کا
بہرگئی کیا ہی لہو سی تو ہو جیت بجبین

اپنی لیلی کا نظر آئی جو محمل خالے
کبہی ہوتا نہین لیلی سی یہ محمل خالے
کبہی مجہکو نظر آئی نہ یہ منزل خالے
کبہی ہوتی نہین نالونسی سلاسل خالے
آشیان کرگئی لا کہون ہی عنادل خالے
ہو گی نور سی جام مہ کامل خالے
نور بینش سی نہین دیدۂ بسمل خالے

ولہ

تہوہی دیدۂ ترِ شکون سی اک پل خالے
تہوڑی ہی ہو خاک در یار بہی نادو ہو دل
سرو کو اوس قد موزون سی بہلا کیا نسبت
ہو گیا ساغر عمر آہ لبالب ساقی
ایک ہی کہتی ہین جنکی بصارت ہی درست
اس خرابہ مین نہین ہی کوئی ویران یا بد
چشم وکاکل کی تصور مین جو گذرا ناسخ

کبہی ہوتی نہین پانی سی یہ بادل خالے
نہ لگائی مری سر پر کوئی صندل خالے
کہ معانی سی ہی یہ مصرع مہمل خالے
نہ مجہی کرنی دیا ساغر اول خالے
نور توحید سی ہین دیدۂ احول خالے
آج معمور جو ہین ہونگی وہ گہر کل خالے
کرگئی آہو مشکین وہان جنگل خالے

دیوان دوم

اکثر جو بلبلون کو اوڑاتی ہین باغبان ۔ اوسکی عوض مین باغ سی پرواز رنگ ہے
خون ہو گیا جو غم سی دل اپنا تو بجھو ہم ۔ شیشہ مین آج بادہ یاقوت رنگ ہے

ولہ

ہی بی صفا جو کوئی گرفتار رنگ ہی ۔ خورشید آینہ ہی شفق مثل زنگ ہی
سر پھوڑتی چلا ہون ہین کعبہ کو زاہدا ۔ جوش جنون نی ہمین کیا ہی تمناسی تنگ ہی
اوس سرو خوش خرام سی نسبت بلا ہی کیا ۔ گلشن مین چلکی دیکھہ تو شمشاد لنگ ہے
اہی برہمن جو سجدہ کر دن ہین تو عیب کیا ۔ اوس بت کی آستان کا کعبہ بھی سنگ ہی

حاضر ہی قتل ہونی کو نالی بھی مثل درد
گر نام عاشقی تری نزدیک ننگ ہی

دیکھنا تاثیر میری نالہ جانکاہ کے ۔ سن کے اوس بی رحم نی بی اختیار آہ کی
رہتی ہین عشق زقن مین خشک آنکھونسی ولی ۔ دیکھنا ہوتی ہین سوت آکر کہان اس چاہ کی
عدسی گذری پستی طالع تو کیا سمجھا بخت ۔ آسمان نی گنج قارون سے مری تنخواہ کی
اول آخر ہی یکسان ہیچ کا کیا اعتبار ۔ ہی حقیقت ایک نظرون مین گدا و شاہ کی
پاس کعبہ کی پہنچکر بھول جاتا ہون میں راہ ۔ جب کشش کرتی ہی الفت اوس بت گمراہ کی
جاہی عبرت ہی بجا کر پا بہ تا کہی باغبان ۔ تو نی سبزی کبھی دیکھی ہی کسی کاہ کی
حسن بی بایہ فنا دیکھو کہ بس جلنی کی ساتھ ۔ برگ گل سی ہی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
چہرہ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نی ۔ گرد اوڑی پایاہ جب تیری تجلی گاہ کی

دیوان دوم

مصحف اس ماہ مبارک مین کہان ... درد مجکو یار کا مکتوب ہے
حق جمیل اور دوست رکہتا ہی جمال ... خوب رو سے نسبت محبت عجب ہے
ہی گواہ اللہ اور اوسکا رسول ... قاصد محبوب بہی محبوب ہے
ہجر مین اک طفل کی رونا مرا ... ماجرا لے گریہ یعقوب ہے

کہنچ چلا آخر کو جذب حسن سے
سچ مچ اے ناسخ تو اب مجذوب ہے

موت کی ہی راہ مین کیا پھیر ہے ... مثل قاصد آنی مین جو دیر ہے
دیر قاصد کو لگی جو راہ مین ... تیری قسمت کا دلا یہ پہیر ہے
جسطرح سی پنہان ہی دو رشک مہر و ماہ ... راتدن زیر فلک اندہیر ہے
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم ... دل ہمارا زندگی سی سیر ہے
دشت غربت مین ہوا ایسا حقیر ... ہی جو روبہ میری حق مین شیر ہے
ہی بجاے حرز جو مکتوب یار ... آج یاری دیو فرقت زیر ہے

وله

مثل جنت دور سیر باغ ہے ... رشک دوزخ سینہ پر داغ ہے
ہجر مین کیا ہی بہون مین ساقیا ... جام ہی شیشہ کا استفراغ ہے
ہی پر داغ اوس آستانسی تیری دور ... کب یہ سجدی کا جبین پر داغ ہے
کیا پریشان غل سی کرتا ہی دماغ ... کچہ خبر قاصد کی ہی ای زاغ ہے

دیوان دوم

وله

وله

دیوان سوم

رو رہا ہون کیا الہ آباد مین — دائرہ جو ہی یہان گرداب سے ہے
دیکھون اوسکا خندۂ دندان نما — جست و جو ہی گوہر نایاب سے ہے
قاصدا پر نزی اوٹھائی جیب کی — یہ جواب نامۂ احباب سے ہے

ولہ

یان پہنچی لب پہ ہی دل مین درد ہی — راز رکھتا ہی نہان جو مرد ہے
فصل گل ہی کیون نہ ہو ہمیں بہار — سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہے
پی ہوا سرگشتہ ہیں اغبار — سامنی اوسکی بگولہ گرد ہے
اسقدر نامو نکی لکھی ہین میں ہون صرف — ہاتہ مین ہر دم قلم ہی فرد ہے
قاصد محبوب کی آمد نہین + — اسلیے شعر مین آورد ہے
بوی گل لائی نہین ہرگز دم نسیم — اوسکی بازیگاہ کی یہ گرد ہے

نامۂ محبوب جو لائی صبا
مجکو ناسخ گنج باد آورد ہے

جسکی آنکہہ آپسی لڑائے ہے — اوس سی اک خلق سی لڑائی ہی
کہوئی جب آپکو ملے محبوب — گم ہے تب یہ بات پائے ہی
دیکھنا ای سحاب دیر فر — کیا تکو لون سے خاک اوڑائی ہی
پہچلی ہے وطن سی وحشت دور — یاری نزدیک موت آئی ہی
آج بہولا سخن جو راہ دہن + — دل کو کیا بات یاد آئے ہی

[illegible]

خط نکلتا ہی کہان خط شعاع — آپ کا سورج گہن نزدیک ہے
گورا گورا منہ نظر پہر آئے گا — یاسمین اب یاسمن نزدیک ہے
بام ہی اوس ماہ رو کا کیا ہی دور — اس ہی توجیہ گہن نزدیک ہے

کر وضو ناسخ برای فاتحہ
روضۂ شاہ زمن نزدیک ہے

کسکو فرقت مین خواہش دل ہے — پانی پینی مین پان نا حل ہے
تیری عاشق ہوی ہین سب معشوق — تہا جو گل آگی اب وہ بلبل ہے
ہنسین تلوار آپکے خمدار — قلزم عشق کا یہی پل ہے
ہو نہ موقوف قلقل مینا — ورنہ ساقی ابہی مرا قل ہے
دل نالان ہوا مرا جو اسیر — مثل زنجیر زلف مین غل ہے
گل گلزار مین ثبات کہان — پایدار اوسکی نقش کا گل ہے
شب فرقت مین شمع کا کیا ذکر — زندگی کا چراغ بہی گل ہے
کیون نہو مثل شانہ دست دراز — یاد افسون مار کاکل ہے
جانتا ہے وہ خوب میرا حال — نہین جاہل اوسے تجاہل ہے
جل گیا تیری رشک سی گلزار — ہی جو گل میری ہاتہ کا گل ہے
دی پی کیون بہک گیا اب — محتسب کسکو نشۂ مل ہے
خود بہی فصل بہار ہوش رہا — شیشہ بدست ساغر گل ہے

دیوان دوم

[illegible]

دیکھتی ہی بادۂ گلگون نگہت اوڑ گئی
جان بچی کی کوئی صورت نظر آتی نہین
بلبلی ہی روشن لو تکو تیرہ چاند سی غرض
ساقیا ہی شیشہ کی آگی دور مین
جسم کو چھوڑا انہین مینی وطن آیا قریب
ملگیا محبوب ہی جو آپ سی باہر ہوا
سوز دی اپنی بال سی ہی منقطع ہوتی نہین
پھوڑ ڈالا ہی سر اپنا تب ہی تیری عشق مین
گردن ساقی کی ہی کیسی صفائی پیکشو
جستجو ہی مین ہم صحرا الصحرا ہین خراب
لگ گیا ہی عکس جو ساقی کی حسن سبز کا
آرزو ہی ساغر ہی بس ای ساقی سبحے
سیتہ کو بھی ورین جو کی ہولا صنم
جاتی خون ہی جسم ساقی مین شراب لعل گون
ہو گئی ہی آگ فرقت مین شراب آتشین
فصل گل مین جو ہی پیکشو کا دور دور
دست نگین ہر تیری ساعد مین سیمین

گل نئی پیدا کی ہی رنگت ساغر بلور کے
بجلی مردوں کو فرقت مجھو اک حور کے
جسطرح ہی شمع کو حاجت شب دیجور کے
سوجھتی ہی نشہ ہی مین نہایت دور کے
روح نی اپنی بدن سی کر دو غربت دور کے
ایسی از خود رفتگی کیا ہی غربت دور کے
موم سی کیا روشنی ہو خانہ زنبور کے
سر ہین کی ہاتھی سر سر خی نہین سنبل دور کے
کیون نہ خم ہو جای گردن شیشہ بلور کے
کیون نہ ہو شکل آبلو نین دانۂ انگور کے
قطرہ ہی مین ہی نکہت دانۂ انگور کے
کب طلب ہی جام جم کی کاسۂ فغفور کے
کیا خوش آیندہ یہ آواز دل ہی دور کے
آنکھ سا شرکی ہی گہ دل شیشہ بلور کے
ساقیا سر خم مین سوزش ہی عیان تنور کے
سبحہ زاہد کی بنائی دانۂ انگور کے
شعلے ہین یا قوت کی شیشین مین کافور کے

دیوان دوم

کیوں شب روز مینستان میں بیت آتی نہ یاد
ہے ورا اوس بھروش کی لغش کوتاہ ہے

ماہ کنعاں ہے وہ طفل اور کوئین یعقوب سا
سرمشہ بینش مجھی وہ گیسو درازی گاہ ہے

شاہ کہتے ہیں اوسے جس سے گدا پائیں مراد
نام کو دنیا میں یوں تو ہر گدا ہے شاہ ہے

ہو گیا مثل شب دیجور بخت اپنا سیاہ
سال بھر گذرا کہ نظروں سے نہاں وہ ماہ ہے

وہ صنم کرتا ہے مضمون حیلہ حاضر کی قسم
ہاتھ میں جا ہے قلم گویا دم ردیاہ ہے

ناصحا چاک جگر سلوانے کی فرصت کہاں
رشتۂ اپنی زندگانی کا بہت کوتاہ ہے

کیا تنزل میں ترقی ہو گئی ناسخ مجھے
گر نہیں دربار تو اللہ کی درگاہ ہے

دیوان دوم

غم نہیں گر رو سیاہی ہو خدا کے سامنے
سرخ رو ہوں اوس بت ناآشنا کے سامنے

ہوں تصور میں کسی کے یا دبا کے سامنے
ہے چراغ زندگی میرا ہوا کے سامنے

داغ ہے بالا اوس گلگون قبا کے سامنے
سانپ ہے سے کم زلف دوتا کے سامنے

سجدے کرتا ہوں بت ناآشنا کے سامنے
بندے ہیں کیا چیز میں کہہ دوں خدا کے سامنے

میں تو فریادی ہوں مگر ہوں خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلا ناآشنا کے سامنے

جسم چھوٹا روح سے دل سے چھوٹا وہ صنم
بت لغل میں لیے ہیں ہم خدا کے سامنے

زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ
ہاے ہو جاتا ہوں سرکا کی بلا کے سامنے

بوسہ کا سائل ہوں کیوں مجھکو ہے وردور
قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے

مجھ سے ملنے میں نہیں کو اگر پیغام موت
کہا اپنا یہ کام ہے پیک قضا کے سامنے

[illegible]

تھوہر ایسی کانٹی بیابان میں بچھا دی جنون
میری پای آبلہ آلودہ کو بستر چاہیے

الفت ابروی جانا نہیں ہوا سودا تجھی
میری سر کی واسطی کعبہ کا پتھر چاہیے

ابرو و رخسار جاناں دیکھ کر حیران ہوں
ماہ نو بھی چاہیے خورشید انور چاہیے

ہی برابر رات دن جس جا ہی خط استوا
مانگ سی قد مون تلک موی معنبر چاہیے

ہی نگہبانی کو کافی بس گداؤں کی دعا
اور اب دربان کیا شاہوں کی در پر چاہیے

بھیج ناسخ لکھکی یہ اشعار سوی لکھنو
طائر معنی کو اب کاغذ کا شہپر چاہیے

خود فروشی کی لیی آپ جو بازار سے چلے
نقد جان لیکی ہزاروں ہی خریدار چلے

کرکی چشمک جو خیابان سی تو ای یار چلے
ساتھ ہی تھامی عصا نرگس بیمار چلے

ہم ہوئی قتل جو تم ناز سی ای یار چلے
ہو قیامت اگر اس چال سی تلوار چلے

نامہ آیا ہی تو بالفرض پڑھیگا اب کون
ہائی ای منتظری دیدہ بیدار چلے

قلزم اشک جو ہی گر یہاں فرقت میں
اپنی ویرانہ سی جس سمت چلی پار چلے

حیف مری یوسف ثانی کی سواری نکلی
ساتھ سودا زدہ سب مردم بازار چلے

میری تصویر اگر پیر مغان چسپکا دے
ساتھ ہی ستکی میخانہ کی دیوار چلے

تیر ہی ابھی ہی خانہ مگر تشنہ سے
اپنی سینہ کھولی ہوی صورت سوفار چلے

ہو گیا کوکب اقبال مرا مثل زحال
کیوں نہ سلگائی کو اب آہ شرربار چلے

نہیں چلتا مری کچھ بھی یہ مرا سرور روان
ایک وہ ہی جو کیا حکم تو اشجار چلے

دیوان دوم

[illegible]

نامہ جو مجکو بھیجا سو شہپر پری سے
لکھتا ہوں وصف مژگان ترکش ہوا قلمدان
نوک قلم ہی پیکان نائی قلم سری سے
ہم جس جگہ قلم ہوں اور جسم کی ہوں پرزے
خط لیجا ای اوس جا قاصد پرا جری سے
پیتا ہوں ساغری ساقی جو میں پیالے
صد چاک اس الم سی زاہد کی ساغری سے
ہی بی جمال جانان یہ ضعف چشم گریان
عینک لگا کر ان سی سکندری سی
ہم ہی ہی ای ساقی وزن یا قوت لعل خندان
[illegible]
دشت جنون میں لیلی مجنون ہی
[illegible]
ناسخ [illegible]
[illegible]

کب قابل علاج محبت کا داغ ہے
دل خانہ خدا ہی یہ اوسمین چراغ ہے

ٹھنڈی ہوا ہی سیر لب جو ہی باغ ہی
اک گل سی ہمکنار ہین دل باغ باغ ہی

ہم رند بادہ خوار ہین کوئی گدا نہین
کیون ساقی اپنی ہاتہ مین خالی ایاغ ہی

ہین برگ لالہ شعلی جو اوٹھتی ہین متصل
داغ سیاہ ہجر مین لالہ کا داغ ہی

ایسی کسیکی بخت نہ واژون ہوا تھیا
خالی حباب سیکی طرح یان ایاغ ہی

عطر اوسکی وسطی گل جنت کا چاہیے
عطار سی کہو کہ وہ عالی دماغ ہی

ہی مرغ نامہ بر کا اسی شاید انتظار
ناسخ جو آج گوش بر آواز زاغ ہے

دیوان دوم

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی میری شامل ہی
دل نالان جرس ہی سینہ پر کینہ محمل ہی

شہود کا ذکر اپنا دفتر دیوان محشر مین
ہمارا نامۂ اعمال باطل فرد باطل ہی

دم فکر سخن کسو مگر نہ ہو جادو قسم خامہ
دوات اپنی قلمدان نہین بجا ہی چاہ بابل ہی

کہچا جاتا ہی عالم ہر طرف سے تیری جانب کو
سجا ہی مرکز عالم تری رخسار کا تل ہی

مری محبوب سی آغوش ہی کوئی نہین خالی
وہ بحر حسن ایسا ہی کہ عالم اوسکا ساحل ہی

ازل سی جانتی ہین ہم نہین مقصور وفا ہرگز
جہان مین ازمائش خلق کی تحصیل حاصل ہی

دلیل عقل ہی وارستگی بند علایق سے
کہ سودائی جہان مین قابل طوق سلاسل ہی

کیا ہی مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنون نے
کہ نالان دشت وحشت مین جرس کی طرح محمل ہی

ہماری زندگانی ہی فقط شوق شہادت سے
دم اپنی جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہی

ہی تصور مین ہمیشہ سبز خطا وس طفل کا
اپنی نظرون مین بہار سبزہ نارستہ ہی

کوشش اخفا عبث ہی فاش ہوگا خلق مین
راز دل ناسخ ترا اب شیشۂ لشکستہ ہی

کونسی تجلی ہوس سیری دل مایوس کی
درکنار ریحان جان حسرت کنار و بوس کی

جلتی جلتی دشت غربت مین یہ تلوو نکا ہی حال
ملتی ملتی جو ہوئی حالت کف افسوس کی

نشۂ ہستی ہی ساقی بادۂ عشرت کہان
ہی سرو گردن مین صورت شیشۂ معکوس کی

بس ڈالا تونی سادے باغ کو ارشک گل
کیا حنا کو بھی تقا حسرت تری پابوس کی

سوچ ای منعم عمارت کا تو ہی مذکور کیا
گور بہی ملتی نہین دنیا مین کیکاوس کی

جنت کوی صنم سی مرغ دل نکلا جو ہای
داغہای یاس سی صورت ہوئی طاوس کی

وصل کی دن مکی یون چہوٹا ہون تیر غم سی
عید کو جیسی ہائی ہو کسی محبوس کی

او موذن بکیہ لیگا تو مری عشرت اگر
نکلی گی وقت اذن منہہ سی صدا ناقوس کی

پانچہ سر کا دہی اپنی ساق سیمین سی صنم
یہ نہین وہ شمع حاجت ہو جسی فانوس کی

التجا ہی بس یہی ناسخ خدا سی رات دن
جلد ہو مجکو زیارت بادشاہ طوس کی

دوست جب سی اک برہمن زادہ ہے
دل ہمارا کفر پر آمادہ ہے

ترک کرواتا ہی عشق سادہ رو
زاہدی دین بہی کتنا سادہ ہے

ہای پہندا پڑ گیا زنار کا
قید اب مرغ دل آزادہ ہے

دیوان دوم

مین جو مر جاؤن تو کہنا غیر سے
ضعف ہی عشق آگیا ہی خیر سے

معتکف ہتا ہون کعبہ مین تو کیا +
دل تو ای ناسخ مقیم دیر ہی

اندنون اپنے جنون کا زور ہے
کوہ و کان سنگ ان کا شور ہے

پشت غربت مین ہری رہتے ہین کو
جو گرا آیا نظر وہ گور ہے

ہجر کی شب کا جو ہی ایسا ہے طول
صبح ہوتی ہر قی اپنی بہور ہے

اوس بت شیرین ادا کی پور پور
بی تکلف نی شکر کے پور ہے

رات کو چوری چہپی پہونچا جو مین
غل مچایا اوسنی دوڑو چور ہے

می کشی جسمی چہڑاتا ہی بزور
ساقیا زاہد ہی کوئی زور ہے

کبہی ادنا و اعلی پر قیاس +
نہرین شیرین ہین سمندر شور ہے

کررہا ہی جلوی تیرے سامنے
چاند شاید الصنم شب کور ہے

رہنی دی میری دل پہ داغ کو
تیری باغ حسن کا یہ مور ہے

ہر قوی کو جسم کرتا ہی ضعیف
مار بہی اکدن غذای مور ہے

جو نظر آتا ہی ناسخ سے مجہے
ڈہونڈتا ہی جو اوسی وہ کور ہے

دیر کس کا کعبہ مقصود ہے
بت اگر گم ہی خدا موجود ہے

ہی سخبر انجام ای دل غم تکہا
سوز فرقت آتش نمرود ہے

دیوان دوم

ہین بیتابی کی مضمون کسی تنگ کا ہو
تا مسکی بندھی ہی سیمابی کبوتر ہو جاے

ہو رباعی مین جو وصف قد جانان موزون
بی گمان شجرہ وہین صاف صنوبر ہو جاے

شب فرقت مین اندھیرےکا اندھیرا ہی رہا
شمع روشن ہو تو شعلہ وہین اخگر ہو جاے

بادہ پیلا کی صبوحی یہ دعا مانگتے ہین
محتسب صورت مینا کہین بی سر ہو جاے

باندھون گر اوس زلف کا مضمون جو مین بیچ بیان
ہی یقین شعر وہین سانپ کا منتر ہو جاے

کیا ہی قسمت مین نقصان تنگ غنچہ
شیشہ بی مجھی ملجای تو ساغر ہو جاے

کیا ہی وہ دشمن قاصد ہی کہ وہ نوشتہ ہی مجھی
نہ کہین پیک جبریل وہ ہمبر ہو جاے

اے پری ضعف ہی ہرچند مگر سایہ کیطرح
پہاندون دیوار تری بندہ اگر در ہو جاے

لوح یاقوت ہی آئینہ تری بر تو سے
عکس چاہی تو چاندی بہی ابہی زر ہو جاے

کون منت کری دربان در جانان کی
اکیلے ہم رو ون تو دیوار ابہی در ہو جاے

نہ کبھی شکل تری دیکھی نہ آواز سنے
اے پری غیر کو کور برابر ہو جاے

پان اکسیر کی پڑی دہن یار مین ہے
ورق نقرہ لپٹین ورق زر ہو جاے

آتش می سی ہمین جلاتی ہی ساقی ہی بچا
بط می کا ہی اگر نام سمندر ہو جاے

زیب اورنگ ہوا ہی شہ عادل ناسخ
کیون نہ نوشیرکو و نراث برابر ہو جاے

دیوان دوم

کیجے مے خوار و فراق ساقی گلفام ہے
چھوڑا اپنا کاسۂ سر می برنگ جام ہی

بی زر بکا ہم نہین جاری ہمارا کام ہے
سامنی انکہونکی اک محبوب سیم اندام ہی

سست ہی دل کوئی ہو چشم اسی کی کھلائی ۔۔۔ جیمین آتا ہی جیکار نکو چکار اے کیجیے
پیری آتی آگئی ہین ہم کناری گور کے ۔۔۔ اتنو ذوق ہمکناری ہی کنارا کیجیے
مین ابھی ہوتا ہون حاضر جان سے ای جان جان ۔۔۔ آپ اگر دلسی بلانی کا اشارا کیجیے
بی دلی کا غم نہین کچھ ہمکو ایسا حیدلو ۔۔۔ مانگی جب دلدار پھر کیا دلکو پیارا کیجیے
شاعری سے فائدہ ہی کوئی ایسا عمل ۔۔۔ جسسے گھر مین تخت پریونکی اتار اکیجیے
کٹ چکی پاؤنکو صحرا مین تو خارونکی نیاز ۔۔۔ کوہ پر سر کو بھی چلکر نذر خارا کیجیے
التجا ئی بیش کفار اپنی بیرنگی مین فرق ۔۔۔ کیا خدا سی ای بتو شکوہ تمھارا کیجیے

آسمان کہتی ہین ای ناسخ یہ میری یار سے
مہر و مہ کو روز و شب تجھسی وارا کیجیے

کمال آپکی جلو سے بام روشن ہی ۔۔۔ ہر نگ مطلع ماہ تمام روشن ہے
وہ ماہ صبح گیا اور وقت شام آیا ۔۔۔ سیاہ صبح ہوئی شکر شام روشن ہے
شب فراق گئی روز وصل آپہنچا ۔۔۔ طلوع صبح ہی عالم تمام روشن ہی

ولہ

خط کی لائی ہین اگر پیک صبا فی دیر کی ۔۔۔ ہی غضب آنی مین کیونکر پیک قضا نی دیر کی
جان چیست خانۂ تن سی ہوئی بیگانہ وار ۔۔۔ دم مہر آتی مین جو اوسن آشنا ئی دیر کی
مصحف عارض نہ دیکھا وقت یاسین آگیا ۔۔۔ ہائی کیا تاثیر مین میری دعا نی دیر کی
کاش وہ بت کوئی ٹہوکر میری تربت کو لگائی ۔۔۔ حشر کرنی مین قیامت ہی خدا نی دیر کی

دیوان دوم

آزار دیوان ہوا اوس میں ہی پری
آیا ہی دست پہ نظر آفتاب میں تجھے

لطف شراب سے ہی خبر یہ میں کیا کرون
صحرا نور دکیا تری چھپی اہی ہرن میں

ساغر دکھا کی مجکو نہ فرقت میں تو رلا
مژگان کو تر کیا نہیں رو رو کی یار نے

کیا جل رہی ہین آنکھین مری بی جمال دوست
قاصد یہ کہیو غور سی عرضی کو دیکھیے

یہ شعلہ جسطرح سر شاخ درخت طور
تارے نہیں نکال دئی دست چرخ نی

مین کیا کروں کی نکہت گل مین ہی اندون
شرمندہ اپنی جلد روی سے جو ہو گیے

تلوار کچھ نہیں ہی ابرو کی سامنے
کرتی ہی جو ستم رقیبو نہیں اپنی تو دل سے لگے

ساقی چڑھا گیا تو ہوں جام شراب عشق
یہ مضمون زلف سی دہن یار ہی دوات

اڑنی لگی ہی چین مری زخم کہن مین بس

جسطرح اڑتی پہرتی ہی بلبل بہار کی
آنکھوں مین تیرگی ہی شب انتظار کے

برداشت ساقیا نہیں مجکو خمار کے
اڑتی پہرتی خاک ہی مجھ خاکسار کے

ساقی یہ کہو پڑی ہی کسی بادہ خوار کے
تلوار سی ہی قتل کو پہر آبدار کے

ہی آنسوؤں کی قطرہ نہیں حالت شرار کے
مژہ ہی شبیہ آنکھ پہ زار و نزار کے

ایسی ہی شان اوس صنم نی سوار کے
وحشت ہی اسقدر مری شب ہای تار کے

ٹہری پڑی ہی موج نسیم بہار کے
پہر آنکھ مجھسی وصل کی شب نی یہ چار کے

باور نہ ہو تو کہاؤں قسم ذوالفقار کے
کچھ فکر ہی مری بھی دل بیقرار کے

پر سوجھتی نہیں کوئی تدبیر او تار کے
حالت ہی نوک کلک مین دندان یار کے

آئی ہی شاید آج ہوا کوی یار کے

دیوان دوم

ناز و ادا کا غازی کباب ہوتی ہین حضرت عاشق
گذری گورغریبان ہی کہ ہم در رسےنکلے
سواری سےنکلے

صفت ابرو قاتل میں جو تقریر سے نکلے
ہی زبان صورت شمشیر سے نکلے

دیوان دوم

سوی خمار چلی جاتی ہین یون ہم بیتاب
جیسی دایہ کی طرف کودک پی شیر چلے

اپنی غنچہ کو موافق ہوئی باد چمن +
ای دلگیر تری کوچہ مین دلگیر چلے

خوب سرشت ایک ہین یہ بہ سفر کرتی مین
شمع کی ساتہ ہی اس بزم سی گلگیر چلے

مری ہوبہا تو نہ خوش ہو کہ ہی غربت کا مقام
راہ مین تہک کی جوان بیٹہ ہی ہا پیر چلے

آپ تو کرتی ہین ایجاد لگا لینی مین
آدمی کیا ابہی ساتہ آپ کی تصویر چلے

پہنچی وہ کوسون یہان اوٹہتی نہین پای قلم
آگی تقدیر کی ممکن نہین تدبیر چلے

کسطرح اوسکو روانہ کرون ناسخ مکتوب
جای قاصد مری آنسو دم تحریر چلے

ایک حالت ہی بہی ایسجان حزین جالکی
الفت پا حلق ہین جادو نین ہی جہوز جالکی

جسم اگر ہی ناتوان تو جان ہی اپنی چلی
کچہ تو ہم تدبیر اوس قاتل کی استقبال کی

ناتوان ہین اور تو کچہ ہم سی ہو سکتا نہین
کرتی ہین تعریف کس تیری کمر کی بال کی

شب کی شب سنگین ہوا اوس صفحہ سرخ پر قسم
زلف پیچان کا قلم تہا رشتہ مشتاق کا لکی

لی چلی وحشت جنون سی جانب دشت عدم
ہی زیادہ ہر برس ہی وحشت اپنی سالکی

پا بپا ساتہ ہی زنجیر کی گلتا کہان
کیا خوشی ہمکو ہوئی جو غرہ شوال کی

عشق لیلی مین ہوا ہی قیس کو حاصل کمال
ہی یقین زنجیر سی نکلی صدا خلخال کی

ناخن پا مین ہین چشم حور سی
دیدنی ہین صفائی ہی تیری گال کی

ہی ہماری دلکو چوٹ
ہجر مین شمشاد کی کیا ہین گہڑیالکی

ہی نگاہ یار میرے داغ پر
یہ چراغ اب تیر کا اماج ہی

زرد ہی کیا تیری آگی یاسمن
تھا جو ہیرا اندنون پکھراج ہی

کم نہ ای شیرین سمجھہ پرویز سے
کوہکن کی سر کو تیشہ تاج ہی

کوئی دیوانہ بھی بی حاجت نہین
دائرہ زنجیر کا محتاج ہی

چل ولا اب یار پر قربان ہون
کہتی ہین سب عید قربان آج ہی

حرف باطل کیونکر ای ناسخ سنون
کان مین یان پنبہ علاج ہے

وصل جانان سی جو مجکو یاس ہی
ہجر مین جینی سی جی بی آس ہی

گر ہی پنڈہی سی مشابہ ہی تو کیا
یاسمن مین کب تری بو باس ہی

می نوی فرقت مین کیا پانی پیون
قطرہ جو ہی ریزۂ الماس ہی

دور ہی وہ لالہ رو ایدل تو کیا
داغ حسرت تو ہماری پاس ہی

دشت غربت مین ہی لاغر سب بدن
بس ہماری پاون پر آماس ہی

ہون ملک ای حور تیری عشق مین
بھوک لگتی ہے نہ مجکو پیاس ہی

عشق تو دیتا سی ای ناسخ نہین
مجکو اپنی بات کا اب پاس ہے

ماہ ہی پر داغ کیا نسبت ہے اوسکی گال سے
ہی زحل منحوس کیا لگتا ہی اوسکی خال سی

اور طائر اوسمین پھنستی ہین تو اسمین ہم ہم
بال کی پھندے کو کیا نسبت کمر کی بال کی

دیوان دوم

دیوان دوم

یار پنہاں ہو گیا نظروں سے چمکی داغ دل
ہو گیا خورشید غائب اب قمر کا وقت ہے

وصل کی شب ہائے شیشے سے لڑایا جام کو
بول اوٹھا ساقی میں جاتا ہوں سحر کا وقت ہے

شور ہوا ایسا لبالب ہی کا کشتی میں آئی
ساقیا اب نالۂ مرغ سحر کا وقت ہے

ہو گئی رخصت ابھی اپنے گھر کو جائیو ہمدم ہو
میرے گھر میں اوس پری رو کی گذر کا وقت ہے

بجلیاں چمکیں بہت منہ سے تو بدلی کو دم
ای دل نالاں ہے چپ اب چشم تر کا وقت ہے

رکھی ناسخ مجکو محفوظ اس بلا میں خدا
وقت پیری آگئی کبھی تنہا ابتو محشر کا وقت ہے

آگئی موت شب ہجر میں ہیہات مجھے
اب کہاں یار سے امید ملاقات مجھے

کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش
کیا ہی او عشق کیا تونے خوش اوقات مجھے

پھیرون ہی بات مری منہ سے نکل سکتی پر
یاد آجاتی ہی تیری جو کوئی بات مجھے

فرقت یار میں انساں نہیں تا کہ سحاب
ہر برس آکے رلا جاتی ہی برسات مجھے

میں وہ ہوں جسنے پلایا ہی پیالہ سکو
رند کیونکر نہیں کہتے ہیں خرابات مجھے

ہمہ تن چشم ہی تاروں سے اوڑاتی کی لیر
تیری فرقت میں ہوئی دیو سیہ رات مجھے

کلمہ گو کی سی تو مسند ور رکھہ ای زاہد شہر
نفی کی قبل ہوا حاصل اثبات مجھے

کسی نعمت سے میں واقف نہیں جز بادۂ تلخ
زاہدا ابتو سمجھہ تارک لذات مجھے

جتنے ادنا ہیں سمجھتا ہوں میں اعلا ان سے
صاف خورشید نظر آتی ہیں ذرات مجھے

کوی جاناں دکھایا ہی گل و گلشن چھوڑ دے
نکہت گل ہی صبا کا ملکہ دامن چھوڑ دے

پہنچی جسکی کان تک اوسکو کیا حلقہ بگوش
سحر کیا ہی آہ نے تیری اثر کی سامنی

وجد مین آیا اگر مین رند مشرب ہو گیا
ناچتی ہین صوفی اوس مطرب پسر کی سامنی

کب ہی مجکو میری دل کی تلملانی کی خبر
قاصدا پہنچا نہین اوس بیخبر کی سامنی

آرسی مین دیکھتے ہین اپنی صورت یار آپ
کیا بھلا ہی باب جنت تیری در کی سامنی

مردم خون ریز ہین کیا مال عشق اغنیا
قدر لوہی کی بھلا ہو خاک زر کی سامنی

پڑہ کی خط اوس بیوفا نی جو نہ کہنا تھا کہا
آنکھ کر سکتا نہین ہین نامہ بر کی سامنی

پہلی منزل گور ہی جسمین منزل ہی نہین
کیا ہی دنیا سی سفر میری سفر کی سامنی

ایک نیزہ ہی نہ پہنچا ہو تو ناسخ غم نہین
آفتاب حشر کیا ہی داغ سر کی سامنی

دیوان دوم

جنون پسند مجہی چہاؤن ہی ببولونکی
عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولونکی

اگرچہ آئی ہی برسات پھول پھولی ہین
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولون کی

امید وصل مین ہم جھولتی ہین سو لیکن
وہان تو پہنچین تیاریان ہین جھولونکی

کہان امید ترقی ہی جلتی ہی ہمکو
یہ مشت خاک ہی بس منتظر بگولونکی

جو چشم اہل وطن مین نہ ٹہری کیا پروا
ہماری خاک سی روشن ہین آنکھین غولونکی

جو آئی وہ تو نہ پھولا سماؤن قبر مین میں
خبر کری ہی کوئی اوس گل کو میری پھولونکی

نجات ناسخ عاصی ہی کیجیو مولا
تمہین تو امتین بخشو گی سب رسولونکی

دیوان مومن

برسون ہوی سنی نہین تقریر یار کی | دیکھی نہین مہینون سی تحریر یار کی
مین مطلع نہین شب تار فرق ہی | آنکھون مین چھا رہی ہی جو تنویر یار کی
نازک اگر ہی وہ تو ہوی ہم بھی ناتوان | کیا رفتہ رفتہ ہوگئی تاثیر یار کی
ہی چشم انتظار مین جا ہی نگاہ جان | آخر ہمین کرگئی یہ تاخیر یار کی
مارا ہی پی اجل ہمین مسیحا دکھا کی ہای | تقدیر سی زیادہ ہی تدبیر یار کی
برسونکی بعد آج جو آیا ہی میری پاس | حالت ہی خوف غیر سی تغییر یار کی
کعبہ سی کم نہین ہی ہمارا حریم دل | اسمین بھی ہی کھدی ہوئی تصویر یار کی
ہمسی او چھکی غیر کی قابو مین پس گیا | کیا کیجئی کہ یہی ہی تقدیر یار کی
لاکھون ہی گوشہ گیرونکی پردی خون کیی | ہرچند یہ کمان ہی پی تیر یار کی
مجھہ پر جو کچھ ہوا سو مری دل کی ہاتھ سی | ہی غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی
بیڑی بھی خار دار ہی جیسی طرز رشت | الفت نہی جنون مری زنجیر یار کی

ناسخ ضعیف بہاری ہی زنجیر آہنی
کافی ہی اوسکی قید کو زنجیر یار کی

بہتی ہی سلسلۂ جذبۂ مجنون لیلی | اسکی مجنون تہ چلی جانب ہامون لیلی
جو زمین شعر کی ہی ایک ہی وادی مجکو | ہون وہ مجنون کہ ہی گھر لیی مضمون لیلی
حسن او عشق مین دو اسم ہین پر ذات ہی ایک | قیس مجنون ہوا گم کیون نہ ہی خون لیلی
چاند کو دیکھ کی مجنون یہ کہا کرتا ہی | جلوہ گر ہی سر صحرا نہ گردون لیلی

پیاپی پونچھتا ہون اشک ایام جدائی مین
ٹپک دون جام جمشید یکو بیش کاسۂ زانو
دکھاتی عشق نی صورت مین مجکو صورت معنی
اگر دلہن جہونی کی تجہی تقدیر دیتی ہی
گیا تھا باغ جی بہلانی کو دم بہر نہ ٹہرا مین
ملی خسرو کو شیرین تو تی کہو یا جان شیرین کو
سری آگی جو نکلی بات منہ سی یہ نہین ممکن
مری دلکا کسی گل کی تصور مین یہ عالم ہی
نسیم باغ کو ہی یار آئی مین لگا رو دلے
محک سی ہو دو چندان جسطرح حسن خالص
شہادت کو نہ پائی ہم جان تو کم دیا مجکو

مرادین نہین چہٹتا کبھی اطفال سے جو ہی
ملی آئینہ اسکندر سی کیا تیری زانو سی
مقابل ہی خدا دیت ہی آئینہ روسی
ہماری ہاتہ بند سیہ اپنی در وا زی یار سی
گلی اوس سرو کی یا د آگئی قمری کی کوکو سی
تو ہی ہی منت زر فرہاد تیری دربازو سی
زبان شمع کو لگتی نہین محفل مین تالو سی
کہ جیسی عطر کا شیشہ ہو پر پہولونکی خوشبو سی
کہ ریزش جسطرح ہوتی ہی اکثر کلی تیغ خو سی
سنہرا رنگ چہرہ کا چمکتا ہی کیسو سی
امید اتنی نہ او نازک بدن تہی تیری زانو سی

بدن پر چاندنی جب چٹ گئی سمجھا یہ ص ناسخ
بلا ہین یہ بہی سب سامان عشرت تجہ بہ رو سی

طمع نہین مجہی ہرگز کہ سیم و زر ملجا ہی
مری نظر سی جو تیری کبہی نظر ملجا ہی
نکل چلا ہون کہ اوسکی کہین خبر ملجا ہی
بلا ہی جان ہی نظر سی اگر نظر ملجا ہی

کسی طرح سی آلہی وہ سیمبر ملجا ہی
تو جان جاتی ہی دل دیسی سیمبر ملجا ہی
خدا کری مجہی رستہ مین نامہ بر ملجا ہی
مگر یہی لطف تبہ دل سی دل اگر ملجا ہی

دیوان دوم

دیوان دوم

کیا ہی چاک قبا ہین خوش اسلوب | میری وحشت کی دست کاری ہے
نعرہ زن ہے رقیب جا ہی النقیب | سر کہ محبوب کی سواری ہے
جام سی چشم یار یاد آئے | ہمکو مستے مین ہوشیاری ہے
طپش دل سی ہون مین دست نورد | حرکت میرے اضطراری ہے

اندنون ہی غضب جنون ناسخ
مجکو غیرون سی چشم یاری ہے

پڑھ ہین شیشی تو جام خالی ہے | گردش آسمان نرالی ہے
منزل ماہ تیرے جلوہ سے | آج دالان کے ہلالی ہے
آسمان پر نظر جو کے شب ہجر | سمجھی ہم مستے کی جالی ہے
سنبلون سی پوچھتا ہون غربت مین | کبھی کیسا مزاج عالی ہے
اسقدر ہو گیا ہون زار و زبون | کہ مجھے خوف شیر قالی ہے
نور مہتاب ہی دہوئین کی مثال | ہی کیا آج رات کالے ہے
شعر رنگین مری پڑھی اس سے | لب محبوب مین یہ لالی ہے
جانتا ہون تری نہ آئے سے | میری جان آج جانی والی ہے
بہ دندان یار روتا ہون + | ہر فقرہ موتی کے ڈالے ہے
پانچ پامال کر دیا تونے | ہر نہال ای صنم نہالی ہے
وہ عطا ہو نہ ورنہ ناسخ | عاشق و رند لاابالے ہے

[illegible]

راتکا ای ماہ تابان پوچھتا ہی حال کیا
جانتی ہین ذکو تیری ہجر مین ہم رات ہی

تنگناہای ہجر مین پوشیدہ ہی وہ آفتاب
روزن دیوار ہی بس جلوۂ ذرات ہی

ناسخ اوس بت کی جدائی مین کہان ذکر خدا
رات دن ورد زبان افسوس ہی ہیہات ہی

اب بھی ہی وہ گل تر تازہ ہے
نشہ کی سرخی نہین ہی غازہ ہی

بار ہی کا شائبہ دل مین نسیم
چاک سینہ کا جو ہی دروازہ ہی

باغ مین آواز چاک جیب گل
صاف ہم دیوانون پہ آوازہ ہی

بیٹھ کا بھرنا تو کچھ مشکل نہین
کیجیی کیا حرص بی اندازہ ہی

چہرۂ جانانہ ہی قرآن مجید
خط جسی کہتی ہین وہ شیرازہ ہی

کیون نہ چلاتی جرس لیلی نہین
ساربانی قیس ہی جمازہ ہی

مرگیا ہون وادی غربت مین مین
پر وطن کا شوق بی اندازہ ہی

دیکھتا ہون جب در فردوس کو
جانتا ہون گھر کی دروازہ ہی

کھینچ رہا ہون مین تو ہی وہ گرد آب
سنیی ای ناسخ یہ مضمون تازہ ہی

ہوتا ہی تہ دریا مجھی گوہر کی قابل دور ہی
پاس آ پہنچا ہی رہزن اور منزل دور ہی

سیب جانان سی بلکسطرح شفتالو مجھی
وہ ذقن ہی مجھ سی مثل چاہ بابل دور ہی

صاف شاگر ہو گر گلی لگتی تو پیاری لطف تھا
سینہ سی سینہ ملا دل سی لی دل دور ہی

دیوان دوم

[illegible]

[illegible]

کیا ہی اوس فیض سائی ہی سو ہری نگت		زر سی وہ خانہ آئینہ کو بھر دیتا ہے
گر گہن کا ہی ذرا حوصلہ دیکھی کوئی		اپنی قاتل کو پس مرگ سپر دیتا ہی
آدس سہی قدسی عبث ہی طمع بوسہ دلا		سر و آزاد جو ہی کب وہ ثمر دیتا ہی
کیا ہی اللہ خدا کو ہی بتو نسبی ضد ہی		نہ دہن دیتا ہی او نکو نہ کمر دیتا ہی

سائل ہی کوئی ہوتا ہی اگر اہی ناسخ
ساغر عمر کو گردون دہن بہر دیتا ہی

وہ ہی یاس جسکو دلا چاہتا ہے		تڑپتا ہی کیون اور کیا چاہتا ہی
خیال اوسکی ہٹون کا سہید ہوا ہی		مرا طائر جان اوڑا چاہتا ہے
بتون سی محبت نہیں مجکو از خود		کہ ہوتا ہی وہ جو خدا چاہتا ہی
ہو مشتعل بی طرح عکس تیرا		اب آئینہ کا گہر جلا چاہتا ہی
کرین بی خطر کیون نہ بندی خطائین		خدا باپ مان سی سوا چاہتا ہی
دلا تو ہی چلدی تو ہی ساتہ اچہا		کوئی دم مین قاصد چلا چاہتا ہی
برون سی برا آپ کو جانیو تو		اگر اہی دل اپنا بہلا چاہتا ہے
بتو قتل تم تو کیا چاہتے ہو		نجانی خدا کیا کیا چاہتا ہے
وہ بگڑا ہوا منہہ بنا ہے نہین اب		مرا کام بگڑا بنا چاہتا ہے
جو کہتا ہون اوس سی کہ سن شعر میری		تو کہتا ہی کیا کچہ سنا چاہتا ہی
بنائی ہی پہولون نی جو رونی صورت		وہ گل کیا چمن مین ہنسا چاہتا ہی

دل اگر بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
یہ جو کشش شراب اس پر ہوا چاہتا ہے
فلک مثل مینا ہوا چاہتا ہے
دل پاک ایسا حرم ہوا چاہتا ہے

دیوان دوم

[illegible]

جنون ضعف اگر یون ہی زنجیر پا ہی	تو زندان ہی صحرا ہوا چاہتا ہے

ولہ

مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی	آسمان اوسکا وہین کاسہ سر لیتا ہی
قتل آنکھون کی سیاہی سے جو کر لیتا ہی	کار شمشیر سپر سے وہ مگر لیتا ہی
غیر کا کچھ نہ چلی گر نہ ہو دشمن اپنا	چوب دے کو شجر ہی سے تبر لیتا ہی
حشر کرتا ہی بپا پچھلی پہر سے شب وصل	دم جو پہر ہی پیچھے کہان مرغ سحر لیتا ہی
مول لیتا ہون کبوتر جو پی نامہ بر	پیچھے والا پروبال کتر لیتا ہے
پہر گیا ہی اودہر اولٹا کوئی آتی آتی	سانس اولٹی دل بیتاب اودہر لیتا ہی
غنچہ و گل نظر آتی ہین ہم محفل مین	ہاتہ مین شیشہ اگر وہ گل تر لیتا ہی
ہای جب قبر مین لاشہ ہی اوتر لیتا ہی	تب وہ بیمار محبت کی خبر لیتا ہی

ولہ

دے لی کسیکو قابو جو انسان کا چلی	پاؤن کی بیڑی ہاتہہ سے اہ خدا چلے
میرا غبار کوے صنم کو اوڑا چلے	یا مرسل الریاح اب ایسی ہوا چلے
وہ مار زلف ہی جو زمین سے جدا چلی	اس طور سے کبھی نہ کوئی اژدہا چلے
پانی سے مستحیل کری بخت واژگون	نامہ ہمارا لیکے جو باد صبا چلے
جب کوئی قافلہ سوی ملک عدم چلا	ہم آگے آگے مثل صدای درا چلے
وحشت عدم کو بہاگون جو زندان سے چھوٹ کر	زنجیر میری ساتھ ہی سنگ صدا چلے

دیوان دوم

پہرا ہین آٹھوں بہشت و نہین مری گو ناسخ

ملانہ جین کہین غیر کوی یار سے مجھے

رہی ای جان رات بہر بدلے	نظر آتے ندے سحر بدلے
کیا مزا ہو اگر کرسے جینے سے	تجکو سنتے ندے کچہر بدلے
دو نون زلفون مین یون ہی چہرۂ یار	بیچ مین چاند ادہر ادہر بدلے
بیٹھے دیکھا جو اور ادے سے	ہنسکے بولا کہ وہ نظر بدلے
آنکھین سوتی نہین یہ غربت مین	ہوگئی میری ہمسفر بدلے
کب مری داغ سینہ پہا ہا ہے	آگئے آفتاب پر بدلے
اشک آتی ہین درد آہ کی ساتہ	مینہ نہ برسے ہوا اگر بدلے
بارش ابر تر کی دیکھے نہین	آگئی ہی جو یار و پر بدلے
بدلی گیلی دامن کی مین کفن ہنوز	تو نے پوشاک سیم بر بدلے
میری مژگان تر کی آگی سے	اوڑ گئی آگی بیستر بدلے

کسی کے لیکے نامہ ناسخ

رکہے گی یون مین نامہ بر بدلے

جو ہی ہی رات دن جا رہی کنارے ندی	رند ہون کرتا ہون جہاز ہی کنارے ندی کو

ولہ

کسطرح یار ان خبر مین کوی جانان دور ہی	نگہت گل آہ نہین سکتی گلستان دور ہی

منزل جانان برنگ باغ رضوان دور ہی

چلتی چلتی ہون گی آخر بہ کہیں پہنچی گی ہم

دیوان دوم

[illegible]

ہجر میں تیر سی لگتی ہی صفیر بلبل
پرتو شمع رخ یار جو دریا میں پڑا
گرنی لگتا ہوں جہاں تیسی مسلسل نالے
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
بادہ کش ایسی ہیں ہم گر کبھی مجلس میں جائیں

بیضی ٹوٹی ہیں مگر باغ میں پیمانوں کے
پر ماہی وہیں پر ہوگئی پروانوں کے
ہچکی یاد آتی ہیں مجکو جو تری تالوں کے
ہو تسکین مجھی عوض کیا تری احسانوں کے
ہوں گدا بادہ فروشوں ہی کی کانوں کے

ہجر جانان سبب فکر سخن ہی ناسخ
کیوں نہ پر درد ہوں مضمون مری دیوانوں کی

ہم سفر وہ ہی جسے جی غش ہی
دیکھو اعجاز ہی بادہ فروش
آج خلوت میں دل مرا خوش ہے
موہی جنکے تجلے دیکھ کی ہم
زلف میں شانہ کی کشاکش ہی
متصل تیر آہ چلتے ہیں
بستی ہی گرد باد خاک اوسکے
آئی فصل بہار آئی ساقی
دوستی کا سبب ہی جنسیت
ہجر ہم داغہای حسرت سی

دشت غربت مقام ابش ابش ہی
ایک جا جمع آب و آتش ہی
ساقی سیم ساق مہوش ہی
مثل موسی وہ سبھی ہیں غش ہی
زیر آرہ دل بلاکش ہی
دل ہمارا انھیں یہ ترکش ہی
اس خرابی میں جو کہ سرکش ہی
آدمی کیا کہ بت بھی مہ کش ہی
میں ہوں دیوانہ تو پری وش ہی
خانہ دل مرا منقش ہی

دیوان دوم

اگر مجھکو مرثیہ کا سوز ہے
نوحہ خوان ہی ساز مطرب ہجر میں
پتنگے نظرون میں چراغ روز ہی
آفتاب اوس مہ جبین کے سامنے
اظہار غربت آموز ہے
ظاہر رنگ حنا اور طالع نہ ہین
دل مرا دن رات غم اندوز ہے
قسمت ہی کیسی عجز آزمی

وقت پہلے سے تاریک ہی فرقت کی رات
کیا ہمارے زخم کو ماسے کی کہین
سوزش جان سوز سے
سوزن مژگان نقطۂ دل دوز سے
خط سے مجھے اشک سے بچا یار سے
تیغ غم پر آج دل فیروز سے
داغ کہتے پھر بنا ہو جائے گا
آج کہتی ہین جنون نوروز سے

ولہ

دیوان دوم

گور رستم کو جو دیکھا کھول کر
ایک مشت استخوان بوسیدہ ہی

وای حسرت لعب مر جانے کی بھی
مشتعل داغ دل رنجیدہ ہے

پھول انگاری ہوی رہنی کی ساتھہ
قبر میری اسقدر تفتیدہ ہے

اسقدر ای گل تری مکتوب کا
منتظر میرا دل غم دیدہ ہے

دیکھتا ہون باغ مین غنچہ اگر
جانتا ہون نامہ پیچیدہ ہے

دل ہی بہاگا دیو غم کو دیکھکر
اشتاک مثل کودک ترسیدہ ہے

بیٹھی جو چیتوا کے چتکین یار نے
جو مرا مضمون ہی وہ چیدہ ہے

ہی اگر تاریک فرقت مین جہان
رات دن روشن چراغ دیدہ ہے

وصل کے مضمون ہین جیسی جزو مین
جو ورق ہی وہ بہم چسپیدہ ہے

طبع بھی موزون ہی گر موزون ہی قد
کیا وہ بت نام خدا سنجیدہ ہے

داغ ہی اپنا جسے کہتے ہین گل
بلبل نالان دل شوریدہ ہے

مر گیا پر ایسی غفلت ہی مجھے
قبر پر بھی سبزہ خوابیدہ ہے

کیون نہ ہون مرہون احسان یار کا
مجھے ناسخ خود بخود گرویدہ ہی

آج ہی تو جشن فیروز ہر روز ہی
لی مبارک ہو دلا نوروز ہے

ہی جو وہ شمع شبستان مجھسی دور
یان چراغ داغ بزم افروز ہے

اوسکے بیم سو کر ہین کچھ عاشق نہین
مدتون سی ایک بوسہ روز ہے

تیر اغیار رہ جو ہوا فی کیا بلند
شاید کسی شفق کو ہی اکسیر چاہیے

روتی ہی اگر نہ یار تو ہنس دی نہ سنگ غیر
اتنی ہماری آہ کو تاثیر چاہیے

ہی کون تیری عشق مین دیوانہ جو نہین
ہر ماہ رو کو زلف کی زنجیر چاہیے

سیج کہہ مصور ہی تو نہین آتی قاصدا
مکتوب یار کا مع تصویر چاہیے

ولہ

یہ ضعف ہی کہ دب مرون کہسار کی تلی
آجاؤن مین جو سایہ دیوار کی تلی

خال سیہ ہی گیسوئ خمدار کے تلی
یا دب رہی ہی مور کوئی مار کی تلی

مین ہی عجب ہون جنس کہ مانند نقش پا
روندتا ہون پای مردم بازار کی تلی

شعلہ ہی شمع کا تہ فانوس جس طرح
داغ جنون ہی یون مری دستار کی تلی

مانند سایہ ضعف نی مجھکو کیا سبک
چونٹی دبی نہ میری تن زار کی تلی

آرام خوش قدون سی کوئی پائی ہی محال
خضر مرو بیٹھتی ہین سب اشجار کی تلی

زلف سیہ مین چہرہ روشن ترا نہین
خورشید ہی حجاب شب تار کی تلی

اعجاز حسن دیکھیو جاندار ہو گیا
بالش پہ فونکا دم مین سر یار کی تلی

نقش جبین ہی ناسخ طاعت گذار کا
نقش قدم نہین قدم یار کے تلی

ایسی بھری شرہ کی ہین یا دل بھری ہوی
پلمارتی ہین دیکھی ہین جل تھل بھری ہوی

ہم میکدہ مین آئی تو خالی نظر پڑی
رہتی تہی خم شراب کی اول بھری ہوی

چاہ ذقن میں طایر دل یون اسیر ہین
مانند نافہ حلقہ گیسو مین مشک سے
آتی ہی کو چہ بت شیرین ادا سی آج
کب ہین ہماری سینہ سوزان مین تخت دل
ہون جسطرح کنوئین مین کبوتر بہری ہوے
مثل صدف دہن ہین ہین گہر بہری ہوے
دامن ہین ہی نسیم جو شکر بہری ہوے
آتش کدی مین ہین یہ سمندر بہری ہوے

اومن خط سبز در روی کتابی کی وصف مین
ناسخ ہماری پاس ہین دفتر بہری ہوی

دل ہوا ہی خون نہ مگر شیشہ ہو دم بہر خالی
کبہی ہوتا نہین ابر مژہ تر خالی
نظر آتا ہی جو ساقی مجہی ساغر خالی
دست شمشیر کی مانند نہین عیب اگر
رنج کیون بادہ پرستون ہی تہی دستی کا
گر چہلکتا ہی چہلکنی دی مرا ساغر عمر
نظر آتا ہی نہین اوسکی سوا کچہ مجہکو
عمر جاوید زر و زر سی کب ملتی ہی
اشک آنکہون نہین بہری پہ ہو ساغر خالی
کہتی ہین جسیج سی ہو جاتی سمندر خالی
روح سی جسم بہی ہوتا ہی برابر خالی
رہتی ہین ہاتہ جوان مردون کی اکثر خالی
بہر بہی جاتی ہین جو ہو جاتی ہین ساغر خالی
جام می دیکہو ساقی نہ ہو دم بہر خالی
کیون نظر آئی نہ بی یار بہر اگہر خالی
آب حیوان سی رہا جام سکندر خالی

آمد آمد ہی تری یار کی اب اہی ناسخ
جلد اغیار سی کاشانہ دل کر خالی

ادر رو کی داغ گنتی ہین ہم ہجر یار کی
یہ قطرہ ہای اشک ہین وافی شمار کی

دیوان دوم

ڈرتی ڈرتی گر پڑی ہی ایک تو تصویر ہی
دور ہی تا ہی قیامت بھی نہ ہو لی دیکھیے

کیوں نہ ہو وہ نوجوان ساعت میں رنگین لباس
ایک خط لیجائیگا تو جلد وہ پہنائیگا

کیا ہمیں خشکی کہ رہتا ہی سگ جانا کو دھیان
پڑھ چکی زاہد نمازیں منہ پہ رہتا ہی نہیں

نازکی دیکھو کہ وہ لرزش کمر کی اٹھاتی ہی گل
دشت وحشت میں کہاں ہم ہوش و ہوس عقل و دین

ہم کہیں کو جاتی ہیں کہتی ہی دنیا کی ہوس

نوح کی طوفان کا طوفان چھوڑا چاہی
چرخ مینائی جو ٹوٹی اسکو جوڑا چاہی

سپہر گردون تک شفق کا لال جوڑا چاہی
قاصد اس رخ کا اب مجھکو جوڑا چاہی

شیشہ ہی کوئی جو آ جائی نہ پھوڑا چاہی
دامن ترا تب ہوئی ساقی نچوڑا چاہی

شاخ گل کی اب کلاہی کو مروڑا چاہی
ایسے ہوں اس قافلہ کا ساتھ چھوڑا چاہی

توسن عمر روان کی باگ موڑا چاہی

گر گیا وحشت وہ تیری بیقراری دیکھکر
عشق میں تاسیخ بشر کو ضبط توڑا چاہی

داغ لیجاتا ہوں سینے کا لالہ رخسار سی
رہتی ہیں محروم اس خورشید کی دیدار سی

کیا دل انگار کو ہو وصل چشم یار سی
بیٹھی سیاران وصف ابروی خمدار سی

گور میں تیشہ رہی بندہ وہ لاغر ہو نہیں
ہی بہپولا صاف جسکو جانتی ہیں سب حباب

پھول لی آتی ہیں گلچیں جس طرح گلزار سی
مثل انجم شاید کیا دیدۂ بیدار سی

چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سی
ہو چکی جنگ سخن میں غالب اس تلوار سی

جاؤنگا مانند زرہ روزن دیوار سی
جل گیا آئینہ عکس آتش رخسار سی

دیوان دوم

استقدر نفرت ہی اوسکو میری چہائیں تک گیا
بچکی چلتا ہی وہ میری سایۂ دیوار سی

کم نہیں اعجاز سی کچہ جذب تیرا اے جنون
خود بخود چلتی ہین پتہر دامن کہسار سی

سر تصدق دل مرا پامال ہو جائی اگر
آرزو ہی جان پہر آ اوسی رفتار سی

خشک اوس گل کی جدائی سی ہوا ہون مثل خار
بلبلین کہو دین گی میری قبر کو منقار سی

تیری القونکو بہی وہی گا دو ہی ظالم تنگی سنرا
کہینچتا ہی ای پری جو پوست جسم زار سی

چہوڑ کیا ناسخ مین دزدان معانی کو کہوت
پہول لی جاتی ہین گل چین گلشن اشعار سی

رو دی ناصح اپنی منہہ پر رکہہ کی دامان تو سہی
ایکبی یان پاہی نہ اک تار گریبان تو سہی

دیتی ہین زاہد دہر کی مجکو مومن جانکر
بیچ ڈالون بتجون کی ہاتہ ایمان تو سہی

عندلیبونکو جلاتا ہی بہت ای باغبان
آتش گل سی جلی تیرا گلستان تو سہی

دیکہتا ہون دور سی اپیر خفا ہوتا ہی تو
چوم لون ایکدن تری رخسار تابان تو سہی

پہر نظر کرتی لگین مژگان جانان کیطرف
پار آنکہون سی کرون خار مغیلان تو سہی

دشت غربت مین وطن کی یاد آتی ہین جیالیغ
کور کر دون دیدۂ غول بیابان تو سہی

ای پری سیکر ستم سی تو نہین آتا ہی باز
تیری ہین نالش کرون پیش سلیمان تو سہی

جب نہ شب پر دیکہین چہپ جاتا ہی مجکو دیکہکر
چشم بد سی دیکہہ لون ہین تجکو عریان تو سہی

تیرگی دیکہی بہت اب آفتاب داغ سی
صبح کر دون تجکو ای شام غریبان تو سہی

رہن کر دو اگر تیرا عمامہ دلوا دون شراب
زاہد اتنجکو کرون مرہون احسان تو سہی

رہی جب فرقت مین کتنی بام پہ چڑھ گیا
کیا کرون قاصد علاج اپنی دل ناکام کا

دیدہ و دل مین الٹی ہی جدائی جسطرح
کاکل پیچان سی نکلا ہنس ہا لوہی پر دل

صبح تک ہر شب فراق یار مین جلتا ہی دل
جوش مستی منہ تیرا گلرنگ کردی گا ابھی

خفتگان خاک کا آیا شب فرقت مین دھیان

کیون گذر جاتی نہ سیل اشک اپنی بام سی
کام چشم گوش کو ہی نامہ و پیغام سی

شیشہ می دور رہتا ہی ہماری جام سی
آگیا کنج قفس مین مثل بلبل دام سی

روز ہوتا ہی چراغ داغ روشن شام سی
کونسا غازہ ہی بہتر بادۂ گلفام سی

پاؤن پھیلای ہوی سوتی ہین کیا آرام سی

ولہ

دل بر مین ہی جسم مین نہ جی ہے
آخر شب وصل ہو گئے ہاے

کی سینے جو غم سی سینہ کوبی
قد ہی اوٹھا ہے پست اوسکا

کیا آمد محتسب ہی ساقی
ہی تو ہی غنی ہر ایک محتاج

اے روز فراق نیم جان ہون
پیارا ہا ہو ہمارے داغ دل پہ

ناسخ یہ فصاحت و بلاغت

کچھ میری خبر تمہین بھی ہی
رخصت کا تمکو قصد اجی ہی

نوبت یہ صبح کی نہ بجی ہی
رفتار مین جسقدر سجی ہی

مندیل جو شیشہ نے سجی ہے
جو سے تری آگی ملتجی ہی

تیری ابھی دوپہر بجی ہی
ٹوپے جو تمہاری کلغی ہی

گویا سلمان ساوجی ہی

دیوان دوم

عشق ابرو میں رواں اشک جگرگون کیجی
چشمۂ خنجر سی جاری قلزم خون کیجی

دل کو ہجر یار میں اشک جگرگون کیجی
گوہر نایاب کو ایک قطرۂ خون لعل کیجی

فرقت محبوب میں کرتی ہیں شب بیداریاں
بادہ خواری سی جھکلی اشتعل افیون کیجی

بند کر کیہی کسی حکمت سی خم میں مثل شیشہ
جی میں آتا ہی کہ وعظ کو فلاطون کیجی

لی چلی تخت اثرا کو پستی ہمت اگر
اپنی قبضی میں اجی اب گنج قارون کیجی

چپکی چپکی روئی تا کھل نجائی راز عشق
ہر شرار آہ کو بہی قطرۂ خون کیجی

اژدہائی کاکل پیچاں کی مضمون باندہی
آج پیدا نظم میں تاثیر افسون کیجی

کیا سیہ ہی ہجر میں تار شعاع آفتاب
کیوں نہ اب دن بہر خیال زلف شبگون کیجی

ہجر ساقی میں جو کہتا ہی فلک سکو شفق
روئی ایسا کہ اس شیشہ کو پر خون کیجی

ہو اگر ساقی خرابات جہاں میں مست رس
بادۂ گلگوں سی پر مینای گردون کیجی

بہاگی جاتی ہی شب وصل اشک خون سی ہای
آج اس سیدبر کو جی میں ہی گلگون کیجی

خانۂ دل کا دہن دروازہ ہی سو بند ہی
اور کیا تا بیرای دزدان مضمون کیجی

اور کی نخچیر طائر مضمون مثال فاختہ
سرو قامت پہ اگر اشعار موزون کیجی

دلسی لب تک شعرای ناسخ نہ آئی دیکھی
گوہر مضمون کو مثل در مکنون کیجی

دہوپ بہتر ہی شب فرقت کی بدتر چاندنی
خوب روؤں ای شب غم ہی مکدر چاندنی

صاعقی کی طور سی پڑتی ہی مجھ پر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہی اکثر چاندنی

دیوان دوم

جسم اپنا خشک فرقت مین اس کیجیے
چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے

جی مین کہی ہو جای اوس قامت کی تقصیر
بس کسی آزاد کی تکیہ مین بستر کیجیے

ہو فنا مین کو دکان سنگ ن کو چھوڑ کے
وادی وحشت کو چلئی دلکو پتھر کیجیے

اپنی دلسی کیجیے الفت اوسی قد کی عوض
چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے

اور چلین صحرای وحشت سی بلا یا ہی ہمین
پھر سیر واز اب خط جانان کو شہپر کیجیے

اور شاعر سروسی تشبیہ دیتی ہین تو دین
کیا درختونکو تری قد کی برابر کیجیے

لعل خندان کے ذرا دانت اپنی چمکا دیجی
درج مروارید کو اب دیدہ تر کیجیے

جلوہ خورشید سی تیری اگر چمکی تو کیا
آپ اپنی پر توی سی ریزہ کا زر کیجیے

شہر مین کیا کام ہی ایام گردش ایسی ہون
گرد بادون کیطرح صحرا مین چکر کیجیے

دفتر عالم بجای گنجفہ ہے آپ کو
کیجیے ترتیب دم مین دم مین ابتر کیجیے

ولہ

میخانہ ہجر یار مین مجکو جحیم ہی
ساقی ہی دو اشتہ مار جحیم ہی

ہی اوس جہان مین بہی زر و سیم کا رواج
گر آفتاب زر ہی تو مہتاب سیم ہی

کیا دوڑتا ہی خط افعی زلف پر
گویا ہمارا آہ عصای کلیم ہے

سیر چمن کو تو نہین جاتا تو رنگ گل
اوڑکر غبار گیسوی موج نسیم ہی

غیرونکو تو نی تیر نگہ کا ہدف کیا
سو فار کیطرح سی مرا دل دونیم ہے

مجھ تیرہ بخت کی جو اوڑی خاک بعد مرگ
سب جانتی ہین دود ہوا پر گلیم ہے

دیوان دوم

ردیف الف

ولہ

منھ نہ دیکھوں سپہر ظالم کا / پیچ میں روک دی ردا بد لے
اثر دست یار سے برسوں / تیری رنگت نہ ای حنا بدلے
دھوپ کی کشتی میں لطف نہیں / بھیج دے جلد ای خدا بدلے
رند میخوار جب پکارتے ہیں / دور سی دیتی ہے صدا بدلے

ولہ

شب وصل میں بھی ہاتھ سی تلوار نچھوٹے / خو سنجوارکی عادت جو ہی آیا نچھوٹی
ہی بعد فنا بھی تری ابرو سی محبت / وہ سو رہو ہیں کی بھی تلوار نچھوٹی
ہوں گاہ ادھر گاہ ادھر آٹھ پہر میں / سایہ کی طرح یار کی دیوار نچھوٹی
طفلی ہی سی ہی شوق شراب آگئی مانند / گھٹی مری پیری میں بھی زنہار نچھوٹے
نبضیں بھی مری چھوٹ گئیں منتظر میں / منھدی تری پاؤں کی مگر یار نچھوٹی

ولہ

حسن کا اب جا ہی یا عالم رہے / تیرے در پر زندگی بھر ہم رہی
کیا ہی پروا جا ہی یا عالم رہے / تو ہی جب تک ساتھ تیری ہم رہی
وصل کس کا وہ تو سمجھے رات بھر / مثل گیسو بی سبب برہم رہی
کیا ہی آنکھیں سحر میں جلنے لگیں / کوئی دم جو میری آنسو تھم رہی
عاشق ساقی ہیں ہم کیسکے شراب / جام اگر محفل سی جا ہی جم رہی
زہد خشک ایسی تر دامن ہیں ہم / دل اگر صرف نماز اک دم رہی

وصل کی شب اور کوئی دم اور
گر گر دم میں ٹالتا
پر صد دور سے
گالی رہنا گر
گر نہیں شادی تو دل میں غم رہی

ولہ

دیوان دوم

[illegible]

دیوان دوم

حضور اوسکی کرتی ہو اپنا نظارہ
جیون تار تار اب کرون مین گریبان

نظر آ ز روزہ ماہ آئینہ رو ہے
کرنا صبح کو در کار تار رفو ہے

وہی جام دیتا ہی ساقی کہان تو
ترا ہاتھ تو مثل دست سبو ہے

بہاتا ہون آنسو جو آنکھون سی پی ہم
دلا داغ الفت کی یہ شست و شو ہے

لب جام تر سمجھ ہی فکر سالت
بلا سی اگر خشک سیر آگلو ہے

عبث خانہ برباد ہو ہر زہ گردو
جو بیٹھا ہی گہر مین وہی کو بکو ہے

جو ہی پی جہت ہی وہی شش جہت مین
جو یاک سو ہی سب سی ہی چار سو ہے

مری زندگی ہی ہی لعل گون سے
سبب زیست کا جسطرحسی لہو ہے

چھڑک کر مری زخم پر مشک بولا
گل زخم مین واہ کیا رنگ و بو ہے

می ناب سی ہاتھ دھویا جو تمنے
یہی زاہد و کیا تمہارا وضو ہے

تصور جو ہی در دل کی طرح ناسخ
جدہر دیکھتا ہون وہی رو برو ہے

پھر ہی دسکو شراب ارغوانی چاہیے
مثل شمشیر اب مری قاتل کو پانی چاہیے

چار باغ تن کو اب زندگانی چاہیے
فصل گل آئی شراب ارغوانی چاہیے

آج اوٹھا ہی دیدہ آسمانی یار نے
میری تقصیر بھی بلای آسمانی چاہیے

منزلت اپنی تو ای آتش کی پرکالی ہوا
بندہ عاجز ہی خدا کو لن ترانی چاہیے

آنکھہ اوٹھا کر ان گلو نکا دیکھنا مشکل ہوا
مثل نرگس مجکو ایسی سرگرانی چاہیے

[illegible]

دیوان دوم

نور یا ظلمت جو ہی حکمت سی وہ خالی نہین — شب پہ ہی راتکو بینا جو دنکو کور ہے
دیکھنی والی ہین کسکی کاکل پیچان کی ہم — ای گرہار سینہ سمجھین قطار مور ہے
پیچ مین کتنا نہین زنہار خبر دشت عدم — توسن عمر روان بھی کسقدر منہ زور ہے
بی سبب کچہی نہین اٹھین چہپاتا وہ صنم — پوچھہ تہ پوچھہ میری طرف سی اوسکی دلمین چور ہی
چرخ پر تاری نظر آتی ہین سب چھلکی ہوئے — جانتا ہون وسعت یکی پالکی کی گور ہی
محو ایسا ہو رہا ہی جو شکار گور مین — پیچ کہہ ای بہرام کچہ تجکو خیال گور ہی
طوطی ہی گفتار مین گانی مین موسیقار ہے — کبک ہو رفتار مین ہی ناچنی مین مور ہی

رات دن تن پروری ناسخ کی تہین سپوری
گوشت سارا ایکدن رزق دہان مور ہی

فرقت ساقی مین کیا مینا و ساغر توڑ لیے — خفت ہای غم سی اپنا کاسہ سر توڑ لی
جوش مستی مین بت ہستی سراسر توڑ لیے — شیشہ عمری سی ہر سنگ تپتہ پتہر توڑ لی
وصل کی شب ہی نہ ہوفی دیجئی تا خنجر صبح — مرغ زرین فلک کی آج شہپر توڑ لی
گرچہ زور دون سی چہٹی ہین لیکن اپنی جنون — شکل زلف یار ہی زنجیر کیونکر توڑ لی
ایجنون تہانی ہی انکی شہر سی چلی اگر — دشت وحشت مین پہنچکر پاہی رہبر توڑ لی
کوہکن کو بھی نہین معلوم کس سی پوچھی — ہای یہ کوہ فراق یار کیونکر توڑ لی
انتظار صبح مین مرکی کاٹی تہی رات — اشتیاق شام مین اجان بن بہر توڑ لی
توڑ ڈالی شیشہ عمری کو جو سنگ حادثہ — شیشہ گردون کو بھی ساقی برابر توڑ لی

سر بسجدہ کیون نہون انسان سن شور تکبیر
ہین ملایک پوجنی والی تری تصویر کی

سینکتے کی نکلی حسرت کیا جوانی مین بھلا
آنسو پی جاتی تھی ہم طفلی مین بدلی شیر کی

ہوچکی جب وصل کی شب پھیری یہ حالت ہو گئے
صبح ہی دوڑی گریبان پی صبوری چیر کے

مین مٹا جاتا ہون لگا ہی میری پر جو تیر کر
جا ہی پیکان آئین پرچھائی کی آگی تیر کے

ایکون سب جیتے جی کی ہین موئی کو کون ہے
مجھ مین جب تک دم رہا نالی رہی زنجیر کے

نقل کی ہی دفتر تقدیر کی دیوان مین
کاتب تقدیر قایل ہین مری تحریر کے

دیکھنا قاتل نہ چھوٹی کا کبھی سیر الہو
حلقۂ زنجیر ہین جوہر تری شمشیر کے

رٹ لگی رہتی ہی تیری نام کی وشمن ہی
دانۂ تسبیح ہین دانی نہین زنجیر کے

اسقدر روئی ہین معشوق اوس پہ کی عشق مین
حلقۂ گیسو مین حلقی دام ماہی گیر کے

کہیو ناسخ کیطرف سے اوس سے یکو قاصدا
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کی

یہ تجلی ہو گل خورشید کہ شبنم ہو جائی
دیکھی عالم جو ترا اور ہی عالم ہو جائے

سو حیا دل مین ذرا مرتبہ جام شراب
محتسب تو ہو جو ساقی تو ابھی جم ہو جائے

زاہدا چشمہ دریا ہی کرم ہی خم سے
ایک قطرہ بھی جو ممسک تو وہ حاتم ہو جائے

ہی بہت شہرہ دم تیغ صفاہانی کا
ابروی یار اگر دیکھ لی بیدم ہو جائے

دیکھی افعی گیسو کو جو لہر دیتی مثال
چشمۂ آب بقا بہت اثر سم ہو جائے

باغ گل بھی کیا نہون ترے چہرے کے حضور
گل شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہو جائے

دیوان دوم

زاہد آجاتی یہاں مسجد کی ہو کی بت ہیں
میکشو میخانہ میں حاجت نہیں محراب کی

یون تو ہر کوئی ہی یان غوص بحر فکر میں
جستجو مجکو ہی لیکن گوہر نایاب کی

خوب سا دیکھا جو ہنی صفحۂ خورشید کو
صاف ہی تصویر ہی میری دل بیتاب کی

بیکسی دیکھو کسینی بھی خبر میری نہ لی
موت تو کیا ہجر میں صورت نہ دیکھی خواب کی

وادی غربت میں ناسخ ہی وطن میری حضور
خود فراموشی میں بھی ہی مجکو یاد احباب کی

قاصد اکثر دیکھو اٹھا ہی اوس گمراہ سی
ناتوانی سی کہاں چلنی کی طاقت کیا کرون

کیا کہی پیغام ناسخ کیا کہی زمہت سے
جانتا ہون آپ چھپ جاتی ہین جسب راہ سی

دھوپ میں ہنستا ہی تیری نہیں ایسی مگر
یون ہی اوس محبوب کو بھی رہتی ہی مجھسی گریز

چہرہ میلا ہوگیا ہو گا غبار راہ سی
بہاگتی ہی جسطرح تاثیر میری آہ سی

خون دل طفلی میں بھی مینی پیا ہی جای شیر
عشق ہی اپنا معلم پہلی بسم اللہ سی

ہنسی بہاگا ہی وہ گل دہن پکڑ لینا ذرا
اوٹھتی ہین ہم ناتوان ہر ایک خار راہ سی

فرقت صیاد میں چل صید گاہ فکر کو
مرغ سعی صید کر ای دل خدنگ آہ سی

بوی گل کو جہاڑ کر دامن سی وڑہی ہی نسیم
گر دیا اوٹھی ہی کیا اوس نگہ بازیگاہ سی

یہ نہیں آغاز خط تیری ذقن سی ای صنم
ہالہ نکلا ہی بجای ماہ نخشب چاہ سی

ہوگئی کیون اسقدر میری شب فرقت دراز
عشق ہی مجکو تو اوسکی گیسوی کوتاہ سی

جرم نظارہ پہ گر آنکھیں نکالو غم نہیں
تم تو کیا ہو میں نہیں ڈرتا ہون نادرشاہ سی

دیوان دوم

ہی یہ سختی بہی تو گور کی چادر تو کیا — چادر مہتاب کالی ہوگی اپنی خاک سی

ابر جب اوٹھتا ہی ای ناصح خیال برق مین
آگ برساتا ہون اپنی دیدۂ نمناک سے

پرتو افگن جو تیری زلف معنبر ہو جای — نہر گلزار و نین اور نظر و نین اژدر ہو جای
منقلب بحر مین باسبب اشیا یہ ہوئے — کہ اگر ہاتہ مین لون پہول تو اخگر ہو جای
چشم ساقی کا اگر دلمین تصور باندہون — سب لہو میری بدن مین می احمر ہو جای
سر پہ داغ پہ رکہدی وہ پری گر پہاہا — ای جنون مجکو سلیمان کا افسر ہو جای
گر مری آہ کی وہ ماہ رسائی دیکہے — ہر شرر جاکی فلک پر ابہی اختر ہو جای
گل جو فرقت مین ہوی دیدہ خون آلودہ — سبزۂ تربت ہی ٹیکو نکلہ نشترہ تر ہو جای
ماہ کنعان تجہی اپنا جو عریان دیکہے — پیرہن چاک کری جامہ سی باہر ہو جای
ساقیا گر تیری ہونٹون کا تصور باندہون — طایر ہوش کی پرواز کو شہپر ہو جای
آنکہ رستہ رو کی جو مین مضمون لکہون — خود بخود صفحۂ قرطاس کو مسطر ہو جای
فرش سندس جو ملا خلد مین زاہد تو کیا — ہی ہوس کوچۂ محبوب مین بستر ہو جای
اثر سختی ایام سی ساقی ہی یقین — پنبہ پہر سر مینا ابہی پتہر ہو جاے
کرکی دو سرو کو تلوار سی قاتل نی کہا — اٹہو شاید مری قامت کی برابر ہو جاے

ولہ

کہینچے ہین شعر وصف ابروی خمدار کی — حرف بہی لکہتی ہی جوہر نکہی تلوار کی

دیوان دوم

کیا کہی تیغ ابروی قاتل کی آب کی
دہ رند بادہ کش ہون کہ تو کیا ہی زاہدا
چھلکی جو پیالہ ہی زیادہ ستارون کی
دم بھر رہ وطن مین نہ لینا کہین قرار
وہ اشک بار ہون کہ مری چشم تر کو ہی
مدت ہوئی کہ زیست سی مجھکو ملا جواب
وہ بحر حسن جو نظر آتا نہین کبھی
ہر چند ہی سوال سی نفرت بہت مجھی
حد سی زیادہ جسمین نزاکت ہی بحر حسن
سو جائین ایسی بخت کہ جاگین نہ پھر کبھی
شام سیاہ ہجر نہ تا ہو کہین سفید
بنتا جو جام بادہ تو ہوتا مین رند شاد
رہتی ہین اسمین عاشق و معشوق ایک جا
ہی بار برشکال مین باران اشک ہی
زنجیرین یاد آئین وطن کی بہار مین
اوس مست کی دہن کو جو غنچہ سی دون مثال
منہ اسکو دکھا نہین سکتا ہی شرم سی

عکس قطرہ سی کھٹتی ہی بوتل شراب کی
قاضی نی نذر دی مجھی بوتل شراب کی
پاپوش مین لگاؤ کرون آفتاب کی
قاصد تجھی قسم ہی مری اضطراب کی
تاریکی کی بدلی ملی موج آب کے
لیکن ہی آرزو ابھی خط کی جواب کی
کیا پھوٹ پھوٹ جاتی ہین آنکھین حباب کی
قاصد مگر کمال ہی حسرت جواب کی
آنکھیا کو چاہی ہی کٹوری حباب کے
ہو آرزو اگر مجھی فرقت مین خواب کی
خواہش ہی ابروی صنم تو کو خضاب کی
سبحہ بنا کی کیون مری مٹی خراب کی
دنیا سی خاصیت ہی جدا تیری آب کی
دراتش ہم بھگوتی ہین کملی سحاب کی
دشت جنون مین دیکھین جو لہرین سراب کی
آنی لگی گلاب سی بو شراب کی
اسو اسطی ہی پھیرا دہر آفتاب کی

دیوان دوم

بتکدہ میں میری نالوں سے جو آیا ہی بتنگ — اوس صنم کی سامنے ناقوس نے فریاد کی

اپنی اپنی بخت یوسف کو زلیخا مول لی — جان شیرین مفت میں جاتی رہی فرہاد کی

نطق عیسی سے زیادہ ہی اثر میں اوسکی بات — کھول دیتا ہی زبان ہر گنگ مادرزاد کی

یار کی ورتا رہے قسمت آئی ہی مرجائی نقاب — یا الہی موت اوسکو بھی ملی شداد کی

کنج غربت میں ہی خیر غم خاک ناسخ ہان مگر
خط کوئی آیا کبھی پڑھ کر طبیعت شاد کی

آئی برسات اب ہی آ ساقی گلفام کے — طالب مینا ہی دل مشتاق آنکھیں جام کی

یوں تو سب بیجان جان کسی ہو ہائی کام کی — پر خبر رکھتی نہیں تم عاشق ناکام کی

اوس بت بیباک چشم کو تسخیر کرنا ہی سمجھے — چھلی میں بہر غذا حاجت ہی اک بادام کی

ہی معطل بی زبان خامہ اور اپنی زبان — بسم کی موقوف اوسپی نامہ و پیغام کی

آسمان پر کیوں نہ ہو تجھسی مشابہ آفتاب — کلک قدرت نے کھینچی تصویر اوسکی نام کی

تیری چشم مست سے ہو کیون نہ میری دلکو نشہ — ساقیا ہر ایک شیشہ کو ہی حاجت جام کی

طائر دلکو فقط ہی کاکل جانان سی عشق — ہوتی ہی کب اور طائر کو محبت دام کی

صبح اب کرتی ہیں ہم کس مشغلہ میں دیکھیے — رو رہی روتی انتظار نامہ بر میں شام کی

ہو قلم سی پھول نکلیں گی بہ رنگ شاخ گل — کھینچیں گے تصویر جب ہم عارض گلفام کی

لکھوں سر نامہ پہ اپنا نام اگر میں قاصدا — خط بھی گم ہو ایسی ہی تاثیر میری نام کی

ہوتی جاتی ہی خط شبرنگ سے ہر جا نمود — روشنی ہی رہ گیا ان میں چراغ شام کی

دیوان دوم

جو دون تری لب سگون کو برگ گل سی مثال
کہیں شراب گلو نسی گلاب کی بدلی

شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہے
کہ آفتاب ہی گویا نقاب کی بدلی

فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے
غبار لشکر غم ہی سحاب کی بدلی

حصول علم سی کیا ہو جو ہی سو قسمت ہی
مین سرنوشت پڑہون اب کتاب کی بدلی

کہا نکلتی ہی طفلی سی عشق نی یہ ضعیف
کہ مجکو شیب دکہایا شباب کی بدلی

شب وصال یہ کوتاہ ہی کہ بس سر شام
طلوع مہر ہوا ماہتاب کی بدلی

فراق یار مین مانند شبنم نرگس
سرشک ہین مرے آنکھو مین خواب کی بدلی

کبھی اوسکی دیکھتی کی مثل آفتاب ہی تاب
شعاع حسن ہی منہ پہ نقاب کی بدلی

جو آرزو ہی دلاتا ہی اے صید مراد
تو چاہیی ہی سکون اضطراب کی بدلی

ضرور پیر شش جان ہی کیا تن آسانی
لب شراب ہو مرغ کباب کی بدلی

شراب ساقی کوثر سی مست ہون ناسخ
ثواب مجکو ملیگا عذاب کی بدلے

گم ہوا مین جب سی تیرا رو نظر آیا مجھی
آئینہ جب میں دیکھا تو نظر آیا مجھے

ہو گیا ہی تیری فرقت مین جہان ایسا سیاہ
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے

حلقہ گیسو سی آنکہہ اوسکی نظر آتی نہین
چشم مین گویا کہ آہو نظر آیا مجھے

میٹی جاتا ہی یہ میری طرح فرقت نصیب
آنکہہ مین جسکی کوئی آنسو نظر آیا مجھے

جب رو پہلا چھوٹی مین سو باغ مین ڈالا یار نے
سنبلستان مین گل شبو نظر آیا مجھے

دیوان دوم

حسن کی آلائش کی کرتی ہی مری جانکی خاک / کب بھلا حسن قبول اسقدر اکسیر مین ہی

کیون نہین حلقۂ گیسوی جوان مین ہوکر اسیر / زاہدا قید جو تو سلسلۂ پیر مین ہے

محو نظارۂ جانان نہین کچھ داغ جنون / چشم بینا ہی جو حلقہ مری زنجیر مین ہی

کیا ہی شیرین ہی بیان عالم تصویر کلام / ایسی کا ہیکو حلاوت شکر و شیر مین ہی

قتل عالم کو کیا رد کی مری لاشہ پہ / اشک پیکان تمہاری مژہ کی تیر مین ہی

نہین مقراض مین گر مری انگشتونکی ہر تار / شعلۂ شمع ہی جو اسکی گلگیر مین ہی

تم نہین صبح کی شب کا ہی اگر رنگ سیاہ / برق ہی وہ جلی یان نالۂ شبگیر مین ہے

یا رسول عربی جلد کرو میری مدد / ورنہ آخر یہ غلام آپکی تاخیر مین ہی

گر بری ہی مری قسمت تو بھلی ہو جاوی / دخل کل آپکو تو دفتر تقدیر مین ہی

تن واحد ہین ہی میری صدای واحد / رات دن لشکر اعدا مری تدبیر مین ہے

عفو ہون مری گناہ عفو ہوی میری گناہ / چلتی ہی تیر دعا تو وہ تاثیر مین ہی

لطف مرنی کا یہی ہی کہ ملی باغ بہشت / اور جینی کا مزا نسخۂ اکسیر مین ہی

تونی دی دونو کو ہی کون بھلا تیری سوا / نہ وہ تقریر مین ہی اور نہ تحریر مین ہی

مطمئن کر دل تلمیح کو خداوندا اب / محو اس وقت یہ دل سے تری تکبیر مین ہی

ساتھ میری آہ کی زنجیر کی آواز کی / راگ سے آواز مل جاتی ہی جیسی ساز کی

جسکو تاکا بچ گیا چوکی جسی ملدار سی / تمکو تیر اندازی آتی ہی نئی انداز کی

دیوان دوم

پاؤن تیرا پھر گیا ای پیر میری خاک سی
کشتۂ حسرت ہوئی اکسیر میری خاک سی

ہون وہ دیوانہ کہ بوئینگی اگر کوئی تخم
ہونگی پیدا دانۂ زنجیر میری خاک سی

ایک مشت خاک کا بھی ہی تجھی شرمندہ ہون
ہو مرا گھر ای فلک تعمیر میری خاک سی

نقش پای یار عوض تصویر مین لیا
بعد مرنی کی ہوئی تقصیر میری خاک سی

جلتی ہین جا سے ہزارون شان پر تب دیکھکر
ہو رہی ہی آگ کی تاثیر میری خاک سی

کھینچی ہو اوس مصور کی اگر تجھکو شبیہ
ہو مصور گرد وہ تصویر میری خاک سی

ای مصور اور رنگونکی نہین کچھ احتیاج
خاک ہون لیں کھینچ تصویر میری خاک سی

رہ نہ اینگا عبث مثل گیاہ خاردار
نکلی ہین سو دست دامن گیر میری خاک سی

محو ہے تجھکو دیکھتا تھا میری مرجانی کی بعد
چشم بین کو ملی تعبیر میری خاک سی

حورین جنت کی کبھی آتی ہین دنیا کی حسین
کب ہی بہتر سرمہ تسخیر میری خاک سی

ہی یہ حسرت قبر پر آیا نہ وہ شیرین ادا
کی روان اشکون نی جوی شیر میری خاک سی

مجکو پابوسی کی حسرت خاک پر کھتا ہی پاؤن
کم تری انکی دیکھ ہی توقیر میری خاک سی

آتی آندھی ہی مگر پہنچی نہ کوچی یار تک
ہوگئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک سی

زور سی اغیار روی اسقدر گل ہوگیی
خاک اب اوڑنی کی ہی تدبیر میری خاک سی

کیون نہ ای ناسخ ہین ستارا اترین پامال خلق
کچھ ازل سی کم نہین تقدیر میری خاک سے

ضعف سی ناسخ جو پھر کہان اٹھتا ہی
کبھی اٹھتا ہی تو آہو نکا دہوان اٹھتا ہی

دیوان دوم

باغ بہشت اور بھی سرسبز ہوگیا چپ کیون لگی رہی نہ بہلا مجہکو را تدن	سمہوم جب یہان سی اہلِ سخن گئی کیا کیا جہان سی نہ مرے ہم سخن گیے

ولہ

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہے	خضر ہمراہ ہی رہزن کیا ہے
سرکش تیغِ قضا کے آگے	سرکشونکی رگِ گردن کیا ہے
آپ کر دیتی ہین ہر سخت کو نرم	دست داؤد مین آہن کیا ہے
آپ کا دام بلا آفت ہے	طائرِ عرش نشیمن کیا ہے
آپ کی برقِ غضب کے آگے	مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہے
آپ سی ہو جو قوی مور ضعیف	پیل تن کیا ہے تہمتن کیا ہے

بس یہی وردِ زبان ہے ناسخ
آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہے

یوہین صورت ہوئی تھی ہجر مین تغییر مجنونکی وہ مجنون ہون کہ میری سامنی ہی دخمِ مجنون	بجای نامہ بہیجا قاصد التصویر مجنونکی مری زنجیر نی کی پی صدا زنجیر مجنونکی
اگر معشوق کا ماتم نکرتا نامناسب تہا تہا لیلیٰ کہا مجنون کی ہوئی قصد لیلیٰ کی	گران جانی سی مرنی مین تہی تاثیر مجنونکی وہی تاثیر لیلیٰ کی یہی تاثیر مجنون کی

ولہ

ہوں وہ سوزان شعلہ ہو گی وہ میری خاک سے	اپنی دامن کو سمیٹی طور سے کے خاک سی

دیوان دوم

کیون نہ روئین پہوٹ کر ہم قیصر جانا کی تلی / دیدہ تر اپنی دریا مین کیا اڑا چاہیی
اور کچھ تو کی ہماری قبر مین حاجت نہین / خانہ محبوب کا کوئی کواڑا چاہیی
ہی شب مہتاب فرقت مین تقاضا ئی جنون / چادر مہتاب کو ہی آج پھاڑا چاہیی
انتہا ہی لاغری سی جب نظر آیا نہ مین / ہنسکے وہ کہنی لگی بستر کو جھاڑا چاہیی
کر چکی ہی تیری رفتار ایک عالم کو خراب / شہر خاموشان کو بھی چلکر اوجاڑا چاہیی
منہہ چھپاتی کیون ہی قاتل پاس ہی تیغ نگاہ / باغ مین بیٹھی ہین گل تو منہہ بگاڑا چاہیی
کوئی سیدھی بات حسنا کی نظر آتی نہین / آپ کی پوشاک کو کپڑا ابھی آڑا چاہیی
تنگ اس وحشت کدہ مین ہو نہین اکچھو جنون / عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چاہیی
آنسوؤن سی ہجر مین برسات رکھی سال بھر / ہمکو گرمی چاہیی ہرگز نہ جاڑا چاہیی
آج اوس محبوب کی دل کو مسخر کیجیے / عرش اعظم پر نشان نالی کا گاڑا چاہیی
مر گیا ہون حسرت نظارۂ ابرو مین مین / عین کعبہ مین مری لاشہ کو گاڑا چاہیی
محتسب کو ہو گیا آسیب جو توڑا ہی خم / جوتیون سی میکشو جن آج جھاڑا چاہیی
جلد رنگ اسی دیدۂ خونبار اب تار نگاہ / ہی محرم اوس کی پیکر کو ناڑا چاہیی

لڑتی ہین پہ یون ہی کشتی پہلوان عشق مین
ہمکو ناسخ راجہ اندر کا اکہاڑا چاہیی

نظر آئی ضریح تربت شبیر لوہی کی / زیادہ سیم و زر سی ہو گئی توقیر لوہی کی
جدا ہوگی نہ میری پاؤن سی زنجیر لوہی کی / جنون کب ہی یہ مقناطیس مین تسخیر لوہی کی

دیوان دوم

بڑھی ضد اندنوں واعظ سے ہی مجھ رند مشرب کو
پیالی میکشی کو چاہئے خمار رسوائی کی

خوشی سے اپنے سر کٹواتے ہیں جو جو عاشق زر ہیں
کوئی زردار بنواوے اگر تلوار رسوائی کی

ہوا ہے حسرت زر میں ہوس کیا مت ہو
اگر لگواویں اینٹیں قبر میں وہ چار رسوائی کی

زر گل کی تصور میں ہوئے ہیں اسقدر نالان
کہ بلبل کی قفس میں ہو گئی منقار رسوائی کی

جو تصویروں کو ہوئی ہے تعلق زر سے ستا ہے
ہیں انکی روضوں پہ ہی گنبدیان درکار رسوائی کی

اجل کی آتی ہے سونا پڑا ہے خاک میں غافل
بس اکدم میں سنہری ہو گئی بیکار رسوائی کی

نہیں تلوار کی حاجت جو دشمن ہوا ہے زردی
زیادہ ہوتی ہے لوہے سے ہی دل بار رسوائی کی

یہ سر باہت بیرنگت ہی کہاں سونی میں ای ناسخ
تن محبوب میں حالت ہے دست افشار سونی کے

جو ہنسی تو فی زنجیر ای بت بی پیر چاند سے کے
ہوئی وحشت سی کسکی بیڑی بنی زنجیر چاندی کی

سفید گی تری چاند اور سورج زرد ہی ظالم
یہ ہی اکسیر سونی کی وہ ہی اکسیر چاند سے کے

بڑا پی سی آلی ہو سفید اوسکی سیہ کاکل
جو ہی زنجیر لوہے کی وہ ہو زنجیر چاندی کی

بہت اوس سیم تن کی مدح کی مضمون سوجھی ہیں
مجھی درکار ہیں لوہیں پی تحریر چاندی کی

رکابیں تک پہنچی ہی تمہاری پائی نازک تک
ذرا ای شہسوار و دیکھنا تدبیر چاندی کی

مناسب جب انکو دی رتبہ دیکھا ہی بت سیمیں
تو ناچار سی بنوائی تری تصویر چاند سے کے

تصور ہی بت سیمیں بلا کا ہی نمازوں میں
ہوا جب کوئی مسجد کہ وہ تعمیر چاند سے کے

برابر ہیں تیری زیور سیم و زر کی قتل کرنے کو
جو ہی تاثیر لوہے کی وہ ہی تاثیر چاند سے کے

دیوان دوم

رو رہ گیا الاعوبا تجلی عالم بالا کو آج
باغمین آ رہی ہی وہ گل کی ابھی آیا نہین
نزاع اپنا ئیہ ہی سیہ کاری نہین
کھینچی ہین غضب دلسی ہم ہی اوس محبوب کو

چرخ اطلس کو نہین کچھ فرش پا انداز سی
اوڑ چلی گلگیر پہلی رنگ کی پرواز سی
علم مہلو ہین کتابو نہین مرکب سازی
رجعت خورشید مولائی جو کی اعجاز سی

کیا رقیب روسیہ ہی ناسخ کی حضور
دب گئی آواز خر کی شیر کی آواز سے

آج کچھ انداز بسمل اضطراب دل مین ہی
کیا اثر ہی ہی تیری گل رخسار کا
سنجی کیا نسبت بھلا شیرین کو ای شیرین ادا
کیا فقط طالع لاغر کی عشق کر دیتا ہی پست
فصل گل کا دیتی ہی مژدہ صبا واقف نہین
کم نہین دریا سی قطرہ نہین ہمارا سیل اشک
کی ہی یاران عدم کو حال دل کی اطلاع
خیر جاری ختم ہی ای میکشو خمار پر
ای مسیحا تو نی تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا
کچھ ہی تجھین ای مسیحا رو کچھ ہی تجھ دیوانہ مین
ہو چکا آخر سفر جب آپ سی باہر ہوی

قبضۂ شمشیر شاید تیجۂ قاتل مین ہی
سب تلو نہین تل ہی پر عطر اوسکی تل مین ہی
تو دلو نہین ہی نقش نقش شیرین سل مین ہی
چرخ ہی مسکن فرشتو نکا چہ بابل مین ہی
کیا ہر ایک غنچۂ لالہ ہماری دل مین ہی
اپنی دامن مین ہی جو دامن ساحل مین ہی
نامہ اپنا شاہ بال طائر بسمل مین ہی
موج زن دریا ہی اب کشتی ساحل مین ہی
نغمہ ساز جرس اب پردۂ محمل مین ہی
یان بھی ہی صنع ازلسی جو مہ کامل مین ہی
وصل اوس جان جہانکا پہلی ہی منزل مین ہی

روتی روتی ہین مجھ ہن عشق ہن لو رہا گی
پونچھ آنسو جلد اپنی دیدۂ تر کھولدے

ای فلک ہن جان دونگا ای یاد ابروی یار
بس کرسی ماہ نو کا مجھکو خنجر کھولدی

قشاعر شیرین زبان کچھ اور کہتی ہن کمان
بات کر منھہ سی ہان تنگ شکر کھولدے

چاہتا ہون جیسے ہوین اشتاق کی ہو جائیات
شام سی بند نقاب ای ماہ پیکر کھولدے

باندہی ہین فاقہ سی پتھر میں اپنی پیٹ پر
خود غرض کا ہی تقاضا لعل گوہر کھولدے

سب کرین تیری ستایش خود ستائی ہی عشق
بند کر منھہ کو وہان کیسۂ زر کھولدے

کیا تماشا ہی کہ رستہ بند ہوتا ہی ابھی
ایکدم بازار مین روی منور کھولدے

جاؤن دنیا سی تیری جانی سی پہلی الصنم
رہی یہی ہیر الفت ڈولی کی چادر کھولدے

وصل کا دن ہوچکا اون کا نہین جاتا حجاب
ای کبوتر باز جوڑی کی کبوتر کھولدے

سنت رضوان کری کیا ناسخ ای باب علوم
باب جنت کو رنگ باب خیبر کھولدے

سب نشین ہین ہی نشین ہین ای یار نئی
روز زبان ریختی کی اوٹھتی ہی دیوار نئی

پھر نئی سر سی ہوا جوش جنون آئی بہار
پھر مری پاؤنکو زنجیرین ہین درکار نئی

ماہ تو کیا ہی بھلا ابروی قاتل کی حضور
کیون فلک ہمکو دکھاتا ہی یہ تلوار نئی

سر برہنہ جو ہین یہ رند نہ بھڑتا ان سی
کہنہ ہوجاوی گی زاہد تری دستار نئی

اوکما ندار مجھی تیر دنگی سوفار ون سی
دسبدم پھرفغان ملتی ہی منقار نئی

موت آتی ہی جنون غم نہین عریانی کا
ہوگی پوشاک مری واسطی طیار نئی

دیوان دوم

شور ہی ہر سو میان صید گاہ ممکنات
آج کوئی عندلیبونکی سوا نالان نہین
مرتضی عرش برین سی آی بالای زمین
بیگمان ہی برق خاطف ذوالفقار حیدری
شاہ مردان سی نہین مخفی کوئی راز جہان
بادشاہان جہان سب تی رہتی ہین اوسی

دشمن شیر خدا جو ہی سگ ناپاک ہی
گلشن عالم مین بس پیراہن گل چاک ہی
عرش کی سقف محدب پہ دماغ خاک ہی
لشکر اعدای دین گویا خس و خاشاک ہی
ہین بلک ہر کار ہی انکی ہر طرف کو ولاک ہی
وہ وزیر پادشاہ کشور لولاک ہی

عالم ارواح سی ناسخ قدم کی ساتھ ہی
روح پاک پادشاہ اولیا کی خاک ہی

تو چاند سے سایہ چاندنی ہی
ہی یاد صف ذرہ جو دل مین
مارا ابروسے سیکڑون کو
کافر خط استوا بدن کا
عاشق ہین جو سوزن ذرہ کے
دیکھا جسنی ہو گیا وہ عاشق
کیونکہ پی جاون دیکھہ اے ضبط
اے ماہ مرے کفن کے لایق
وہ ماہ ہی تو کہ چاند نے

کوسون تک بلکہ روشنی ہی
گویا بلبل کی چہاؤ نے ہی
قاتل تلوار کی دھنے سے ہی
تیری سو نی کی کر دھنے ہی
اپنی پلکین ہی سوزن سے ہی
تیرے انکھون مین موہنی سے ہی
جو رشک ہی ہیری کی کنی سے
تیرے محفل کی چاندنی سے
تیری گھوڑی کی گرد نی سے

جب جو کی ہی ہماری سواری
حسرت ہی کی گریبان ہماری

دیوان دوم

سیلی کی نظر آگئیں کلیاں گل تر میں ویسا ہی کہاں ساتہہ بری وقت میں کوئی	سنسنی میں جو کل دانت تمہاری نکل آئی پہر کو لگی چوٹ شراری نکل آئے

[illegible] ولہ [illegible]

وہ چمک ہی تیری ہاتہی میں کہ سونی میں نہیں	جو قصا پاتہا تمامی کا قصا پا ہو گیا

ولہ

کوچہ محبوب کی نزدیک ہم گاڑی گئی کیا مناسب ہو گئی ہیں قبر میں یار عذاب خاک پہل پا پانہ ہمنی کو درختون کیطرح دہجیان کپڑا اور اگتین بی چونہ گردون بنا	قصر جنت کیون ہماری واسطی بہاری گئی اہل دولت ہی خزانو کیطرح گاڑی گئی زندگی بہر کوی یار میں قدم گاڑی گئی اپنی کپڑی کس قدر جنت میں ہم پہاڑی گئی

ولہ

ہیں حسین اور بہی پہ تجہین ہی ہر بات نئی خط نورستہ نہ قرآن کو کردی منسوخ	دہج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی لوح محفوظ سی اوتری ہی یہ آیات نئی

ولہ

نہ تری گات بری ہی نہ تری بات بری گرچہ ایجان نہیں تیری کوئی بات بری ایسا ہی ہیہ کہ ہو میری بری بات برے چوم لون کیون نہ بہلا تجہسی لپٹ کر سر دم	نظر آئی نہ مجہی تیری کوئی بات بری پر مری بات نہ مانی یہی ہی بات بری آپ تر جانی ہین میری بہلی بات بری واہ کیا منہہ ہی کہ نکلی نہ کبہی بات بری

دیوان دوم

در دروازہ دل چاک ہی زنجیر نہیں ہی

ولہ

[illegible]

ولہ

کیا کرین باغبی آئی جو ہوا کی جہونکی	آرہی ہین یہ ہمین خواب فنا کی جہونکی
خواب راحت کی تصرف سی ہو انکہین گی ہم	چاہی ہین یا وہی کوچہ کی ہوا کی جہونکی
کوہ تمکین ہی اوڑی پہرتی ہین مثل پر کاہ	چلنی لگتی ہین جہان باد فنا کی جہونکی
ٹہنڈی ٹہنڈی مری سانسین ہین مجہی کافی ہین	ہجر مین ہین یہ عبث سرد ہوا کی جہونکی
راتدن کیا ہی جلاتی ہو رقیبو مجہکو	کہین دوزخ مین نہ دا تمکو بلا کی جہونکی
خاک مجہ کشتہ کاکل کی جو پرباد ہوئی	ہوگئی غالیہ سا باد صبا کی جہونکی
ہم فقیر ایسی ہین ای شاہ کہ جاڑا جو لگا	بہاڑ مین تاپی کو بال ہما کی جہونکی

ولہ

کمال النیرت گل ہی تری نازک کمر تیلی	رگ گل ہی نہین باغ جہانمین اسقدر پتلی
کہین دیکہی ہی شاید ابداری تیری انگلی	کہ ماری شرم کی پانی سی ہی آب گہر پتلی

ولہ

باغ مین آج جو اوس گلکی سواری آئی	شور بلبل نی کیا باد بہاری آئی

ولہ

ہاتی شب وصل جو ای ماہ جبین تہوڑے سی	ہی مری جسم مین بہی جان حزین تہوڑی سی
سمجہی ہم ابر سی نکل آیا تارا	کہل گئی بالو نسی جو تیری جبین تہوڑی سی
وسعت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک	چاہیی مجہکو جگہ زیر زمین تہوڑی سی

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

دیوان دوم

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

یہ صدا عالم بلا سی مجھے آتی ہی	لی سکی کون تری جان خدا حافظ ہی

تا بہ دیوان قیامت ہی یقین ای نکتہ سنج
ہو نہ منسوخ یہ دیوان خدا حافظ ہی

آدمی عاشق ہین کیا اوس سرو قد آزاد پر	ایک قمری اب نظر آتی نہین شمشاد پر

رباعیات

دیکھی نہ کسی نے میری غربت افسوس	کانٹی کرتی ہین ہر قدم پر پا بوس
اوس زلف سیاہ پہ یہ ای بخت سیاہ	چلنی پڑی کالی رات مین کالی کوس

رباعی

سیلاب رواں ہی چشم تر سی ہر دم	سوتی نہین آگ اون شب ہجر مین ہم
کسطرح پلک پلک سی لگجای کہین	ملتی نہین دریا کی کناری باہم

رباعی

بہیجا ہی جو مینی یہ محبت نامہ	لکہنا نہ جواب مین عنایت نامہ
یہ حال ہی دم بہر نہین امید حیات	گویا کہ یہ نامہ ہے وصیت نامہ

رباعی

رہتی کو عجب مکان بلا ہی ای یار	ہر سمت سی خاک آتی ہی لیل و نہار
کرتا ہون کسی خط مین جو نامہ تحریر	ہو جاتا ہی بعد لکہنی کی خط غبار

رباعی

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

دیوان دوم

اول عدم آخر عدم ای حرص جناب
کیا دو عدموں مین زندگی کا ہی حساب
کیون بحر فنا مین ہون نہ مانند حباب
پانی ہی فقط اصل مین ہی بر نقش بر آب

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

دیوان دوم

دی نامہ بر آکی دربہ دستک یارب
ہو وہ بہی گھڑی جو لوگ آ آ کی کہین
پہنچے مجہے مکتوب یکایک یارب
آیا خط یار ہو مبارک یارب

رباعی

حیران بیٹہی ہین گر دسار ہی مونس
غربت مین ہوا ہی ضعف ایسا طاری
تصویر کی جسطرح کہینچے ہو بہ مجلس
نقطہ کی طرح ہون دائرہ مین محبس

رباعی

کب دیکہی ہی ہوتا ہون دو چار گلشن
غربت نی کیا ہی خار صحرا مجکو
کس دن نظر آتی ہی بہار گلشن
تہا مثل ازین ہا ہی مین خار گلشن

رباعی

ہی خالق اصباح سی امید مجہے
مانند سحر کرون گریبان صد چاک
دیگا نہ غم فرقت جاوید مجہے
شاید نظر آجا ہی وہ خورشید مجہے

رباعی

احباب اگر وطن مین ہین آسودہ
غفلت ہی اگر جواب لکہتی ہین او نہین
بیتاب ہین غربت مین ہون کیون ہو وہ
خامہ ہی مرا بہی ہا ہی خواب آلودہ

رباعی

ہی روز ازل سی دانہ ز دیدہ دران
خورشید کو دیکہو آسمان کو دیکہو
کیا خاک ہو سیر کوئی اسکی مہمان
اتنی بڑے خوان مین ہی ایک دہ نان

دیوان دوم

رباعی

ای دوستو نوروز مقرر ہی آج
خورشید اریکۂ حمل پر ہی آج
ثابت یہ دلیل ہی کہ بیتابی مین
میری لیے روز و شب برابر ہی آج

رباعی

ہر چند ہون پیر اور سر پر ہی اجل
لیکن ہی نہین پیٹ کی سوا فکر عمل
ہی رشتۂ عمر مختصر سا لیکن
شیطان کی آنت ہی مرا طول امل

رباعی

آیا غربت مین ہمکو ماہ رمضان
ہی مصحف رخ کی یاد جای قرآن
ہی شام کا ساری روزہ دارونکو خیال
پر مجکو ہی اشتیاق زلف جانان

رباعی

کچھ غم نہین نظر سی اگر ہی پنہان
ہر دم مری دلمین ہی وہ محبوب جہان
کافی ہو ئی یاد مصحف عارض یار
حافظ کو رہے نہ احتیاج قرآن

رباعی

غربت نی کیا ہی مجکو ایسا حیران
مطلق ہی خیال جان نہ یاد جانان
ہی خال رخ یار مجھے نقطۂ سہو
اور ابروہی خمدار بطاق نسیان

رباعی

کیا سر ہی ہین اشک نامہ کی اشتیاق
پیچیدہ تہ لنگا مین نہ ہی ہمنا مین تہا